

والفجر و لیال عشر (القرآن)

فضیلت کی راتیں

از افادات!

ترجمان اہلسنت

حضرت علامہ ابو الحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہ

﴿جملہ حقوق محفوظ﴾

نام کتاب..... فضیلت کی راتیں

از افادات..... ابوالحق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجہد

ترتیب..... قاری محمد امتیاز ساقی مجددی

با اہتمام..... شیخ محمد سرور اویسی

کمپوزنگ..... ساقی کمپوزنگ سنٹر گوجرانوالہ، قاری محمد امتیاز ساقی مجددی 03466049748

تعداد..... 1100 سن اشاعت..... جون 2011ء

صفحات..... ہدیہ.....

ملنے کے پتے

سنی پبلیکیشنز گوجرانوالہ، نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

﴿فہرست﴾

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
8	پیش لفظ	1
11	بہار بیان رات کی فضیلت	2
14	رات کی کیا بات ہے	3
16	چالیس راتیں	4
16	رات کی سخاوت	5
17	رات ہزار ماہ سے بہتر	6
17	رات کا خشوع و خضوع	7
18	رات کی تلاوت	8
18	رات سکون ہے	9
18	رات کی تسبیح	10
19	رات کی قسم	11
20	رات کی قسم کی وجہ	12
21	اہل علم کی توجیہ	13
22	رات لباس ہے	14
24	رات توحید خداوندی کی دلیل	15

فضیلت کی راتیں		
5		
روئیداد مناظرہ اذان برقیہ		
33	چہرے کا نور	44
34	نجات کی ضمانت	45
35	خوشنودی الہی کا حصول	50
36	قیام اللیل کے فوائد	50
37	رسول اللہ ﷺ کا قیام	52
38	دوسری روایت	53
39	حضرت داؤد علیہ السلام کا قیام	54
40	اہل خانہ کو بیدار کرنا	55
41	اہل قیام کے لیے خصوصی جنتی کمرے	58
42	قیام اللیل ترک نہ کرنا	59
43	افضل نماز	60
44	گناہ چھوٹ جائیں گے	61
45	اہل شرافت	62
46	تیسرا بیان شب برأت کی فضیلت	63
47	شب برأت کی عظمت	68
48	نزول قرآن	68
49	ایک اشکال اور اس کا حل	69

70	شب برأت کے چار نام	50
71	شب برأت میں کیا ہے ہوتا	51
71	دوسری روایت	52
72	تیسری روایت چوتھی روایت	53
73	حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کا مکاشفہ	54
75	شب برأت میں خصوصی نداء	55
76	اتمام شفاعت	56
76	قیام وصیام کا اہتمام	57
78	نزول خداوندی	58
80	شب بیداری	59
81	زیارت قبور	60
83	دعوت فکر	61
85	جوسرہا بیان فضیلت لیلة القدر	62
87	لیلة القدر صرف امت محمدیہ کو عطا ہوئی	63
88	شان نزول	64
90	لیلة القدر رمضان المبارک میں	65
96	ستائیسویں رات کے لیلة القدر ہونے پر قرآن	66

فضیلت کی راتیں		
7		
روئیداد مناظرہ اذان برقبر		
101	شب قدر کو مخفی رکھنے کی حکمت	67
102	شب قدر کے فضائل	68
102	احادیث مبارکہ	69
104	نزول ملائکہ	70
108	شب قدر کی خصوصی دعا	71
108	شب قدر کی علامت	72
109	شب قدر سے محروم لوگ	73
111	چند مخصوص راتیں	74
	بیانچوان بیان	
113	ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں	75
114	عیدین کی راتیں	76
115	رجب کی پہلی رات	78
116	جمعہ کی رات	79
116	شب معراج	80
117	شب میلاد النبی ﷺ	81
118	ہر رات کی فضیلت	82
119	روئیداد مناظرہ اذان برقبر	

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے انسان پر بہت سی نعمتیں اور احسان فرمائے ہیں، ارشاد فرمایا:

وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوها۔ (ابراہیم، ۳۴)

یعنی اگر تم میری نعمتوں کو گننا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے۔

انہی نعمتوں میں سے ایک نعمت رات بھی ہے۔ انسان سارا دن کام کاج کر کے جب تھک جاتا ہے تو رات کے پرسکون دامن میں اسے چین کی نیند آتی ہے، گویا رات اس کے آرام کا اک خاص ذریعہ بن جاتی ہے۔

اس مالک کائنات جل جلالہ نے رات کی شان بھی بتادی کہ اس نے رات میں کیا کچھ رکھا ہے اور اپنے خاص بندوں کو رات کے وقت کس طرح نوازتا ہے، یہی وجہ ہے کہ رات کی برکات کے حصول کے لیے اس کے خاص بندے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اپنے خالق و مالک کو راضی کرتے ہیں، ذکر و فکر کرتے ہیں، عبادت الہی بجالاتے ہیں، اور آخرت کی ابدی نعمتوں سے سرفراز ہوتے ہیں۔

ضرورت اس بات کی تھی کہ رات کی فضیلت کو عوام کے سامنے اُجاگر کیا جائے
مناظر اسلام، محقق دوراں، ترجمان اہلسنت، پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ
ابوالحقائق پیر غلام مرتضیٰ ساقی مجددی، خلیفہ مجاز حضرت ابوالبیان علیہ الرحمہ و امیر اعلیٰ
مرکزی ادارہ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ نے اپنے چند خطابات میں رات کی عظمت و
فضیلت واضح کیا، افادہ عام کے لیے ان کو جمع کر کے پیش کیا جا رہا ہے تاکہ عوام الناس

اور اہل علم بھی ان سے استفادہ کر سکیں۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ اگر اس مجموعہ میں کوئی خوبی پائیں تو دعائے خیر سے نوازیں اور اگر کوئی سقم دیکھیں تو دامنِ عفو میں جگہ دیں اور مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رات کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور قبلہ حضرت صاحب کو عمری خضریٰ عطا فرمائے تاکہ یہ سلسلہ رشد و ہدایت تادیر جاری رہے اور ہم سب ان کے فیض سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہو سکیں۔ آمین

نیاز مند

/

قاری محمد امتیاز ساقی مجددی

03466049748

=====

نعت رسول مقبول ﷺ

وچھوڑے دے میں صدے روز جھلاں یا رسول اللہ
 کراں میں تیریاں دن رات گلاں یا رسول اللہ
 جدوں ویکھاں کوئی جاندا مسافر شہر تیرے نوں
 کیویں وگدے ہوئے ہنجواں نوں ٹھلاں یا رسول اللہ
 ہوائے وگدی اے لے جا مدینے اتھرو میرے
 تے آکھیں ہور کی میں نذر گھلاں یا رسول اللہ
 جناں نوں عشق تیرے دا کدے پانی نہیں ملیا
 دلاں دیاں او سدا سک جان ولاں یا رسول اللہ
 ظہوری نوں ملے قطرہ تیرے وگدے سمندر چوں
 تیری رحمت دیاں ہر پاسے چھلاں یا رسول اللہ
 از! الحاج محمد علی ظہوری

سہل بیان

رات کی فضیلت

خطبہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ
اجمعین اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن
الرحیم ((وایة لهم الليل نسلخ منه النهار فاذا هم مظلمون.))
صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی
ذلک لمن الشاہدین.

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

محترم حاضرین و معزز سامعین!، برادران اسلام!

آج جس عنوان پر لب کشائی کا ارادہ ہے وہ ہے ”رات کی فضیلت“

یعنی میں اس وقت آپ کے سامنے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام میں رات کا کیا مقام
ہے؟۔۔۔ اللہ رب العالمین ﷺ نے رات کو کیا درجہ عطا کیا ہے، قرآن میں رات کو کس
شان سے نوازا گیا ہے۔ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نزدیک رات کی قدر و
منزلت کیا۔۔۔ اور اولیاء کرام کے ہاں رات کی کیا اہمیت ہے؟

رات میں کیا ہوتا ہے؟۔۔۔ رات میں کیا رکھا ہے؟۔۔۔ رات کو کیا لگ گیا
ہے؟۔۔۔ اور رات کی ذات اتنی بلند کیوں ہے؟۔۔۔ آخر رات میں کونسی ایسی بات
ہے کہ۔۔۔ قرآن وحدیث میں اس کی دھومیں مچی ہیں۔۔۔ بندگان خدا رات کو اٹھ

اٹھ کر عبادتیں کرتے ہیں۔۔۔ اہل ذوق اس میں ریاضتیں بجالاتے ہیں۔

بس آج یہی گر سمجھانا چاہتا ہوں۔۔۔ اسی راز کو بے نقاب کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

اور آپ کو حقیقت آشنا بنانا چاہتا ہوں..... تاکہ آپ جان سکیں کہ

ہم راتوں کو کیوں جاگتے ہیں..... شب قدر اور شب برأت وغیرہ میں مساجد

میں کیوں جاتے ہیں۔۔۔ شب بیداری کی لذت کیا ہے؟۔۔۔ تہجد گزاری کا ذوق کیا

ہے؟ شب خیزی سے کس قدر قیمتی موتی۔۔۔ جواہر۔۔۔ لعل اور لازوال دولت ملتی ہے

ایمان کی کھیتی کتنی شادابی و سرسبزی سے کھل اٹھتی ہے۔۔۔ اور انسان کو سکون قلب اور

معرفت خداوندی کی منزل ملتی ہے۔

رات کی کیا بات ہے؟

حضرات گرامی۔۔۔ رات کی بات سننے کے لیے آپ کی توجہ کی ضرورت ہے،

پورے ذوق سے تشریف رکھیے! اور پھر سنئیے! کہ

اسلام نے رات کو بڑی اہمیت دی ہے قرآن وحدیث نے رات کا بڑا بلند

بیان کیا ہے، دیکھیے!

شب قدر ہے۔۔۔ تورات شب برأت ہے۔۔۔ تورات

شب معراج ہے۔۔۔ تورات لیلة الجائزہ ہے۔۔۔ تورات

نور کی برکھا برستی ہے۔۔۔ تورات میں

نزول برکات ہے۔۔۔ تورات میں

سحری کے حسین لمحات ہیں۔۔۔ تورات میں

تہجد کا پر نور موقع ہے۔۔۔ تورات میں

اللہ والوں کو قرب خاص ملتا ہے۔۔۔ تورات میں

خدا ہر روز نزول اجلال فرماتا ہے۔۔۔ تورات میں

ماہ رمضان میں روزہ داروں کو پروانہ نجات ملتا ہے۔۔۔ تورات میں

بندوں پر عبدیت کا راز کھلتا ہے۔۔۔ تورات میں

رحمت خداوندی کے دروازے چو پٹ کھلتے ہیں۔۔۔ تورات میں

دعاؤں کی قبولیت کا اک خاص وقت آتا ہے۔۔۔ تورات میں

اللہ اللہ کرنے کا مزہ آتا ہے۔۔۔ تورات میں

انبیاء و اولیاء پر خصوصی احسان ہوتے ہیں۔۔۔ تورات میں

قیام کا انعام ملتا ہے۔۔۔ تورات میں

تلاوت قرآن کی لذت ملتی ہے۔۔۔ تورات میں

عبادت کی حلاوت ہے۔۔۔ تورات میں

اور خدا کی جنت ملتی ہے۔۔۔ تورات میں

حاضرین ذی وقار! دنیا داروں کا اصول یہ ہے کہ وہ دن کے وقت کاروبار کرتے ہیں

شام کو تجارت کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔۔۔ جس نے سودا لینا ہو تو وہ صرف دن کے وقت

لے سکتا ہے۔۔۔ رات کو دکانیں بند ہو جاتی ہیں، کیونکہ

ع تاجر دنیا دے پھانگ مارا سوندے رات نوں

دنیا کے تاجر، کاروباری، مالدار، دکاندار، اپنی دکانیں، فیکٹریاں، کارخانے سرشام بند کر

دیتے ہیں، یہ دنیا کا اصول ہے۔۔۔ جبکہ
 خدا کے فضل و کرم کے دروازے۔۔۔ رحم و سخاوت کے پھانک۔۔۔ سرشام کھل جاتے
 ہیں، اور سودا ساری رات ملتا رہتا ہے، بقول شاعر
 ہے نور کی تجلی گہری اندھیروں میں
 بلکتا ہے رات ہی کو سودا تیری گلی میں
 کس چیز کی کمی ہے مولیٰ تیری گلی میں
 دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تیری گلی میں

چالیس راتیں:

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جب تورات عطا فرمانے کا ارادہ
 کیا، تو انہیں کوہ طور پہ بلایا، اور ان کو چالیس راتیں وہاں ٹھہرایا۔۔۔
 فرمانِ خداوندی ہے:

وواعدنا موسیٰ ثلاثین ليلة و اتممنا بعشر فتم میقات ربہ اربعین

لیلة۔۔۔ الآیہ (الاعراف، ۱۴۲)

ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا اور ان میں دس اور بڑھا کر پوری
 کیں، تو اس کے رب کا وعدہ پوری چالیس رات کا ہوا۔
 چالیس راتوں کے اعتکاف کے بعد انہیں تورات عطا فرمائی۔

رات کی سخاوت:

یہ رات کا ہی وقت ہوتا ہے کہ اس وقت نمود و نمائش اور دکھاوے سے بچ کر

محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے صدقہ و خیرات کیا جاسکتا ہے، دن کو دکھلاوے کا ڈر زیادہ ہوتا ہے۔ رات کے اندھیرے میں سخاوت کرنے والوں کی شان اللہ تعالیٰ یوں بیان کرتا

ہے: الذین ینفقون اموالہم باللیل۔۔۔ الآیۃ (البقرہ، ۲۷۴)

وہ لوگ شان والے ہیں جو رات کے وقت اپنے مال خرچ کرتے رہتے ہیں۔

رات ہزار ماہ سے بہتر:

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دن، رات سے افضل اور بہتر ہے کہ وہ روشن ہوتا ہے، اس میں کام کاج کیا جاتا ہے، آپس میں ملاقاتیں ہوتی ہیں، حال، احوال پوچھے جاتے ہیں۔۔۔ یہ ساری باتیں اپنی جگہ۔۔۔ لیکن رات۔۔۔ رات ہی ہے۔۔۔ دن، رات کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔۔۔ کیونکہ یہ رات ہی کی شان ہے کہ ایک رات ہزار ماہ سے افضل ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

لیلة القدر خیر من الف شهر۔۔۔ (القدر، ۳)

لیلۃ القدر وہ ایک رات ایسی شان و رفعت والی ہے کہ ہزار ماہ سے بہتر ہے۔

رات کا خشوع و خضوع:

رات کی عبادت اور رات کا خشوع و خضوع اپنا ہی ذوق رکھتا ہے۔ اہل محبت کے لیے اس کا کوئی بدل نہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

امن ہو قانت آتاء اللیل۔۔۔ (الزمر، ۹)

اور وہ شخص جو رات کے لمحات میں بارگاہ الہی میں خشوع و خضوع کے مزے

لوٹتا ہے۔۔۔ اسے یہ مزے اسی وقت ہی ملے ہیں۔

رات کی تلاوت:

کتاب اللہ کے تلاوت جب بھی کی جائے ثواب و برکت اور سعادت کا ذریعہ ہے۔ لیکن تلاوت کا جو لطف رات میں ہے وہ اسی کا حصہ ہے۔ قرآن بیان کرتا ہے:

یتلون آیات اللہ آناء اللیل۔۔۔ (الآیۃ (ال عمران، ۱۱۳)

وہ لوگ رات کی پرسعادت گھڑیوں میں اللہ کی آیتوں کی تلاوت سے لطف

اندوز ہوتے ہیں۔

رات سکون ہے:

سامعین محترم!۔۔۔ آپ ساری رات کام، کاج، سفر وغیرہ کی وجہ سے رات کو بیدار رہیں اور جب دن آئے تو سو جائیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ دن کے وقت جتنا مرضی سولیں وہ آرام اور سکون نہیں ملتا جو رات کی چند گھڑیوں میں آرام کرنے میں مل جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ قرآن خود بیان کرتا ہے:

وجعل اللیل سکناً۔۔۔ (الانعام، ۹۶)

اللہ تعالیٰ نے رات کو سکون کا سبب بنایا ہے۔۔۔

انسان کے دل، دماغ، روح اور بدن کو جو سکون ملتا ہے وہ رات ہی کو ملتا ہے۔

رات کی تسبیح:

محترم سامعین!۔۔۔ چونکہ رات کی عبادت و ریاضت، ذکر و فکر اور یاد الہی کا اپنا ہی لطف۔۔۔ اپنا ہی زوق۔۔۔ اور اپنا ہی مزہ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے خصوصی حکم دیا کہ:

ومن الليل فسبحه -- الآية (الطور، ۴۹)

اور اے میرے بندے رات کے وقت اپنے رب کی تسبیح کر۔

تاکہ تیری آہ و زاری اور نیاز مندی پر اور کوئی مطلع نہ ہو

یا تو جانے --- یا تیرا مالک نانتا ہو۔

رات کی قسم:

حضرات گرامی! --- رات کی عظمتوں اور رفعتوں کے کیا کہنے --- قرآن

مجید میں اللہ رب العالمین ﷻ نے متعدد بار رات کی قسمیں ارشاد فرمائی ہیں، بھلا کسی

چیز کی قسم ویسے ہی اٹھالی جاتی ہے، جب عام لوگ کسی عام اور گھٹیا چیز کی قسم نہیں اٹھاتے

تو وہ رب ہو کر جب رات کی قسمیں بار بار ارشاد فرماتا ہے، آخر اس کے نزدیک رات کی

کوئی قدر و منزلت اور عزت و کرامت ہے جی تو وہ اس رات کی قسمیں بیان فرماتا ہے۔

آئیے! --- قرآن کریم کے چند مقامات آپ کے سامنے پیش کرتا

چلوں، جہاں پر رب کریم نے رات کی قسم ارشاد فرمائی ہے، ذرا توجہ فرمائیں! ---

۱..... ارشاد باری تعالیٰ ہے: واللیل اذا یغشی۔ (اللیل، ۱)

قسم ہے رات کی! جب وہ (ہر چیز پر) چھا جائے۔

۲..... دوسرے مقام پر فرمایا: واللیل اذا یغشیها (الشمس، ۴)

رات کی قسم! جب وہ آفتاب پر چھا جائے

۳..... مزید ارشاد فرمایا: واللیل اذا یسر (الفجر، ۴)

رات کی قسم! جب وہ گزرنے لگے

۴..... مزید فرمایا: واللیل اذا عسعس (التکویر، ۱۷)

قسم ہے رات کی! جب وہ رخصت ہونے لگے

۵..... ایک مقام پر فرمایا: واللیل اذا سجد (الضحیٰ، ۲)

اور رات کی قسم! جب وہ سکون کے ساتھ چھا جائے

۶..... ایک باریوں فرمایا: واللیل اذا ادبر (المدثر، ۳۳)

رات کی قسم! جب وہ پیٹھ پھیرنے لگے

۷..... ایک اور مقام پر فرمایا: ولیال عشر (الفجر، ۲)

اور دس راتوں کی قسم!.....

رات کی قسم کی وجہ:

حضرات گرامی!..... آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے رات کی قسم

کیوں ارشاد فرمائی؟..... کیونکہ کہاں رات اور کہاں خدا کی بلند ذات۔

تو آئیے!..... میں عرض کر دوں کہ وہ خدا ہے، جو چاہے کرے، اس پر کوئی

پابندی نہیں، ہمیں کسی کام کی حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے، ہم کسی حقیقت کو پالیں یا نہ پا

سکیں، ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کے ہر کام پر ایمان رکھیں، ہم اس کے ہر فرمان پر لبیک

کہیں، اور اس کے ہر حکم پر آمین کہیں، کیونکہ وہ خدا ہے، حکیم و مدبر ہے، اور قانون یہ

ہے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة

حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

وہ اپنے فعل، قول، حکم، فرمان اور اعلان کی حکمتوں، حقیقتوں، دانائیوں اور رازوں کو جانتا

ہے۔۔۔ اور بندہ مؤمن کی یہ شان ہے کہ وہ اس کے ہر ارشاد کو مانتا ہے۔ جب اس کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے تو یہاں بھی کوئی حکمت ضرور کارفرما ہوگی۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رات کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوتی تو وہ اس کی قسمیں نہ اٹھاتا۔

اہل علم کی توجیہ:

علماء بیان کرتے ہیں کہ رات کی قسم فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ رات میں ہر جاندار اپنے ٹھکانے کی طرف پہنچ جاتا ہے۔ مخلوق اضطراب، بے چینی اور بے قراری سے سکون پاتی ہے لوگوں کو آرام و راحت مل جاتا ہے رات کے وقت انہیں نیند ڈھانپ لیتی ہے جس کی وجہ سے ان کے ابدان کو راحت اور ان کی ارواح کو قوت و بالیدگی ملتی ہے۔ اور اگر سارا زمانہ دن ہی رہے تو

انسانوں کو اس انداز میں آرام و راحت نہ ملتا
مریضوں کو سکھ اور چین نہ ملتا
درد مندوں کو تکلیف سے چھٹکارا نہ ملتا
تھکے ماندوں کو سستانے کا موقع نہ ملتا
بے قراروں کو قرار و ثبات نہ ملتا

الغرض یوں.....

عابدوں کو عبادت کا مزہ نہ ملتا

زاہدوں کو زہد کا درجہ نہ ملتا

نمازیوں کو معراج کا رتبہ نہ ملتا

شب بیداروں کو یہ عظیم موقع نہ ملتا

تہجد گزاروں کو تہجد کا ذائقہ نہ ملتا

غرضیکہ..... اگر رات نہ ہوتی تو اس وسیع پیمانے پر

گناہگاروں کے لیے..... اعلانِ رحمت نہ ہوتا

سیاہ کاروں کے لیے..... نویدِ مغفرت نہ ہوتا

خطا کاروں کے لیے..... مژدہٗ جنت نہ ہوتا

یہ ساری رفعتیں، منزلیں اور عظمتیں رات ہی میں ملتی ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ رات کی قسم ارشاد فرما رہا ہے۔

رات لباس ہے: حضراتِ گرامی!

اللہ تعالیٰ نے رات کو ہمارے لیے بطور لباس بنایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وجعلنا الليل لباسا (النبا، ۱۰)

اور ہم نے رات کو لباس بنایا ہے۔

لباس..... کا معنی ہے، وہ چیز جو کسی دوسری شے کو چھپالے

ہم اپنے جسم پر جو کپڑا پہنتے ہیں، اسے بھی لباس اسی لیے کہا جاتا ہے کہ یہ

ہمارے جسم اور بدن کو چھپالیتا ہے۔ قرآن مجید میں رات کو ”لباس“ اس لیے کہا گیا ہے

کہ رات بھی چھپانے والی ہے، رات بھی پردہ پوش ہے، جب رات آتی ہے تو
 ساری کائنات پر اندھیرے کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے
 کائنات کی ہر چھوٹی، بڑی چیز اس کی لپیٹ میں آ جاتی ہے
 رات کی سیاہی ہر جگہ پر چھا جاتی ہے
 جو اشیاء دن کو نظر آتی ہیں وہ رات کو دکھائی نہیں دیتیں
 جو کام دن کے اجالے میں نہیں ہو سکتے وہ رات کی تاریکی میں ہو جاتے ہیں
 نفس کے بندے یا خدا سے غافل ہوتے ہیں
 اور خدا کے بندے اس کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں
 وہ غفلت کی نیند سوتے ہیں۔۔۔ اور۔۔۔

یہ رات کو اٹھ اٹھ کر روتے ہیں
 لیکن رات ایسا لباس اور پردہ ہوتی ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی کہ
 کس نے کس حالت میں رات گزاری ہے۔
 اور پھر رات ایسا پردہ ہے کہ اگر ہم رات کو اٹھ کے روئیں، بارگاہ خداوندی میں
 گر گڑائیں، اپنے گناہوں پر نادم ہو جائیں، درمندی کے ساتھ یاد خدا میں مست ہو
 جائیں، اور پورے اخلاص سے توبہ و استغفار، خوف خدا اور عشق رسالت کے آبِ طہور
 سے اپنے اعمالِ سیئہ کے داغوں کو دھو ڈالیں تو یہ رات کے پر نور لمحات ہماری خطاؤں کو
 ڈھانپ لیتے ہیں۔ ہمارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور اللہ رب العزت ہماری
 غلطیاں رد کر کے ہمیں اپنی بارگاہ میں باریاب فرما لیتا ہے۔

رات تو حید خداوندی کی دلیل:

محترم حضرات..... رات کی عظمت اور فضیلت کے کیا کہنے..... اس کی رفعت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو اپنی توحید کے لیے بطور دلیل پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وایۃ لہم اللیل۔۔۔ الّٰیۃ (یس، ۳۷)

اور (اللہ تعالیٰ کی توحید پر) ان کے لیے ایک نشانی رات ہے۔

رات کو نشانی کیوں قرار دیا گیا ہے؟

حضرات گرامی!۔۔۔ رات کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے رات کو سکون کے لیے بنایا ہے، اور لوگ آرام و راحت کے لیے رات کو سوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ عموماً رات میں شور و شغب نہیں ہوتا انسان رات کو پرسکون ہو جاتا ہے۔ جبکہ نیند موت کی مثل ہے۔

تو گویا آدمی جب سوتا ہے تو وہ موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے بیدار کر کے دوبارہ زندگی کا موقع مرحمت فرماتا ہے۔

لہذا یوں سمجھیے!.....۔۔۔ کہ جب رات کے بعد سورج طلوع ہوتا ہے اور لوگ بیدار ہو کر نئی زندگی پاتے ہیں اور دوڑ دھوپ میں لگ جاتے ہیں۔

گویا سورج کا طلوع اور لوگوں کا نیند سے اٹھ کھڑا ہونا ایسے ہی ہے جیسے قیامت کے دن صور پھونکا جائے گا تو سارے لوگ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔

تو اللہ تعالیٰ بتانا چاہتا ہے کہ اے لوگو!.....

جب اللہ تمہیں نیند سے بیدار کر سکتا ہے تو وہ تمہیں قیامت کے دن بھی اٹھا سکتا ہے۔ اور جیسے تم رات کو سو کر موت کی آغوش میں چلے جاتے ہو تو وہ تمہیں دوبارہ زندگی عطا فرماتا ہے تو اسی طرح قیامت کے روز تمہیں قبروں سے اٹھا کر دوبارہ زندگی عطا فرما سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر چاہت پر قادر ہے۔

خدا کا نزول اجلال: محترم حضرات!

یہ رات ہی کو اعزاز حاصل ہے کہ اس کے پچھلے پہر، آخری لمحات اور سحری کے قریب اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے۔۔۔ حضور اکرم، محبوب دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

ينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث

الليل لاخر.....

ہمارا پروردگار، اللہ تبارک و تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول (رحمت) فرماتا ہے، جبکہ رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے۔

يقول من يدعوني فاستجب له

فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے تو میں اس کی دعا والتجاء کو قبول

فرمالوں،

من يستغفرني فاغفر له۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۰۹)

کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگے، تو میں اس کو بخش دوں۔

جبکہ مسلم شریف کی روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں:

اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے:

ثم یسبط یدیه ویقول

پھر اپنے رحمت کے ہاتھوں کو پھیل کر فرماتا ہے :

من یقرض غیر عدوم ولا ظلوم

کون ہے جو مجھے ایسا قرض دے کہ جس میں محرومی اور ظلم نہیں ہے۔

حتى ینفجر الفجر۔ (مکملہ صفحہ ۱۰۹)

یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے اور آگے بڑھتا رہتا ہے، حتیٰ کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

یعنی طلوع فجر تک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو، اور اپنے نبی کے گناہگار

امتیوں کو پکارتا ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے:

میرے بندو!۔۔۔ آؤ! میں تمہیں دینے آیا ہوں۔

میرے نبی کے امتیو!۔۔۔ آؤ! میں تمہیں بخشنے آیا ہوں

گناہگار رو!۔۔۔ آؤ! میں تمہیں معاف کرنا چاہتا ہوں

سیاہ کارو!۔۔۔ آؤ! میں تمہیں تمہاری مرادیں عطا فرمانا چاہتا ہوں

آؤ دن کے وقت مجھ سے مانگنے والو!۔۔۔ اٹھو!۔۔۔

اب میں تمہیں گوہر مراد عنایت کرنا چاہتا ہوں اور میری بارگاہ میں یہ التجاء

کرنے والو! کہ مولیٰ!۔۔۔ ہمیں یہ دے دے، یہ دے دے، آؤ! اب میں دینے پر

آمادہ ہوں، اور میں کہہ رہا ہوں۔۔۔ میرے بندو!۔۔۔ یہ لے لو، یہ لے لو، یہ لے

لو!۔۔۔ اب مانگنا تمہارا کام ہے۔۔۔ اور دینا ہمارا کام ہے۔

نزول خداوندی کا مفہوم: محتشم سامعین حضرات!

یہاں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رکھیں، کہ حدیث مذکور میں جو یہ جملہ گزرا ہے
 ينزل ربنا تبارك وتعالىٰ یعنی ہمارا پروردگار نزول فرماتا ہے، تو اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ
 نزول، ہیوط اور صعود (اترنا، نیچے آنا اور اوپر چڑھنا) چونکہ یہ جسم کی صفات ہیں، تو اللہ
 تعالیٰ کا جسم ثابت ہو گیا۔ ہرگز نہیں۔۔۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جسم۔۔۔ جسمانی۔۔۔
 کم۔۔۔ کمیت۔۔۔ جہت۔۔۔ سمت اور اس طرح کی دیگر حرکات و سکنات جن کا تعلق
 جسم سے ہے، ان سب سے پاک ہے۔ لہذا حدیث مذکور میں اور اس کے علاوہ قرآن
 وحدیث میں جہاں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں کہ اس نے
 بندوں کی طرف نزول فرمایا، تو اس کا دو ٹوک یہی معنی ہوگا کہ نزول سے مراد۔۔۔

نزول الرحمت یعنی اللہ کی رحمت کا نازل ہونا

اور قرب خداوندی سے مراد ہے:

انزال الرحمة وافاضة انوار واجابة الدعوات واعطاء المسائل

ومغفرة الذنوب۔ (لمعات بر حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۰۹)

یعنی اللہ کے قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا اپنی رحمتوں کا اتارنا، انوار
 کو بہنا، دعاؤں کو قبول فرمانا، مرادیں عطا فرمانا، اور گناہوں کو معاف فرمانا۔

رات کی ایک مقبول گھڑی: حضرات گرامی!

یہ رات کو ہی اعزاز حاصل ہے کہ اس میں ایک ایسی گھڑی بھی آتی ہے کہ اس
 وقت بندہ جو بھی مانگے اسے مل جاتا ہے۔ حدیث نبوی سماعت فرمائیں! حضرت جابر

ﷺ بیان کرتے ہیں:

سمعت النبی ﷺ يقول

میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے:

ان فی اللیل الساعة لا یوفقها رجل مسلم یسال الله فیها خیر امن

امر الدنیا والآخرۃ الا اعطاه ایاہ

یعنی بے شک رات میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے، جس مسلمان کو وہ مل جائے وہ دنیا اور آخرت کی جو بھی بھلائی اچھائی، خیر اور بہتری بارگاہ الوہیت سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے وہی عطا فرما دیتا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا تھا کہ آیا یہ گھڑی کسی مخصوص رات میں آتی ہے، تو میرے آقا نے اپنی امت پر شفقت کرتے ہوئے، ان کی یہ مشکل بھی حل فرمادی، آپ نے فرمایا:

وذلك کل لیلة۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۰۹)

اور یہ گھڑی ہر رات آتی ہے۔

ہر شب، شب قدر:

گناہ گارو!، سیاہ کارو!، خطا کارو!۔۔۔ بچل جاؤ!

دیکھو تمہارے لیے کس قدر عظیم انعام تیار کر دیا گیا ہے

تمہیں کیسی بلند نعمت سے نوازا دیا گیا ہے۔ ملاحظہ کرو!

اگر کسی شخص کو شب قدر، شب برآۃ اور دوسری نور بھری راتیں نصیب نہ

ہو سکیں۔۔۔ تو کیا وہ اپنا دامن خالی ہی رکھے گا؟۔۔۔ کیا اسے گوہر مراد سے محروم کر دیا

جائے گا، کیا وہ مایوسی کا منہ تکتا رہے گا، نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ کیونکہ

اس کے لیے یہ اعلانِ رحمت موجود ہے۔ خدا نے لچپالی اور بندہ نوازی فرماتے ہوئے، اسے ہر رات میں ایسے حسین لمحات۔۔۔ پر نور اوقات اور نور بھری ساعات عطا فرمادی ہیں کہ وہ ندامت و پشیمانی کے چند آنسو بہا کر اپنے مولیٰ کی رحمتوں کو لوٹ سکتا ہے۔

محترم حضرات!۔۔۔ ہمارے لیے ہر رات ہی اہمیت کی حامل ہے یہی وجہ ہے کہ جن خوش نصیبوں اور بلند بختوں نے ہر رات کو اہم سمجھا۔۔۔ ہر شب کو معظّم جانا۔۔۔ اور ہر رات کو عبادت، ریاضت اور آہ و بکا سے معمور رکھا۔۔۔ ہر رات معبودِ حقیقی کو پکارتا رہا۔۔۔ یعنی ہر رات ذکر و فکر میں بسر کی۔۔۔ اور ہر رات کی قدر کی۔۔۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی قدر کرتے ہوئے اسے اپنی رضا سے نواز دیتا ہے۔ اور اگر وہ رات کی قدر نہ کرے تو اسے ”لیلۃ القدر“ سے بھی کچھ نہیں ملتا۔۔۔ کسی نے کیا خوب کہا:

من لم يعرف قدر ليلة

لم يعرف ليلة القدر

یعنی جس نے رات کی قدر نہ پہچانی وہ لیلۃ القدر کو بھی نہیں پہچان سکتا۔

اور فارسی کے شاعر نے بھی خوب ترجمانی کی کہ:

اے خواجہ چہ پرسی از شب قدر نشانی

ہر شب، شب قدر است گر قدر بدانی

یعنی اے بزرگ!..... تو شب قدر کی کیا نشانی پوچھتا ہے، اگر قدر کرے گا تو ہر رات ہی تیرے لیے شب قدر بن جائے گی۔

حکایت:

بات کی تہہ تک پہنچنے کے لیے یہاں حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی نقل کردہ ایک حکایت بھی سنتے چلیں!۔۔۔ آپ نے بوستان میں لکھا ہے کہ کسی شہزادے کا ایک ”لعل“ رات کے وقت کسی جگہ گر گیا اس نے حکم دیا کہ اس مقام کی ساری کنکریاں اٹھا کر جمع کی جائیں، جب اس کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اگر کنکریاں چھانٹ کر جمع کی جائیں تو ممکن تھا کہ ”لعل“ ان میں نہ آتا اور جب ساری کنکریاں اٹھائی گئی ہیں، تو ان میں لعل ضرور آ گیا ہے۔

حضرات!۔۔۔ بالکل ایسے ہی جب تمام راتوں کی قدر کی جائے گی تو ان میں شب قدر ضرور آ جائے گی۔

محبوبان خدا کی راتیں:

چونکہ اللہ رب العزت ﷻ کے محبوب بندے رات کی حقیقت سے آشنا ہوتے ہیں، اس لیے وہ رات کی قدر کرتے ہیں تو دونوں جہاں میں ان کی بات بن جاتی ہے، اور رحمت خداوندی کی چادر تن جاتی ہے۔ قرآن مجید اپنی لافانی زبان سے ان کے راتوں کے حالات کی منظر کشی یوں کرتا ہے:

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا - (الفرقان، ۶۴)

اور اللہ کے بندے وہ ہیں جو رات بسر کرتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدہ اور قیام کرتے ہوئے۔

یعنی اللہ والوں کی شان یہ ہے کہ جب رات پڑتی ہے تو عام لوگ غفلت کی

نیند سو جاتے ہیں، انہیں محض آرام کی فکر ہوتی ہے، وہ خواب کے مزے لوٹتے ہیں، جبکہ اللہ والوں کا یہ حال ہوتا ہے۔ بقول عاف کھڑی شریف علیہ الرحمۃ

رات پوے تے بے درداں نوں نیند پیاری آوے

درد منداں نوں یاد سجن دی ستیاں آن جگاوے

انہیں محبوب کی یاد آ تر پاتی ہے، ان کی نیند ختم ہو جاتی ہے، وہ نرم و گداز بستروں کو ترک کر دیتے ہیں، خوف خداوندی سے ان کی آنکھیں نمناک ہو جاتی ہیں:

اور بقول شاعر

ساوَن کی کالی راتوں میں جب بوند باندی ہوتی ہے

یہ رات کو اٹھ کے روتے ہیں جب ساری دنیا سوتی ہے

راتوں کو ان کی حالت یوں ہوتی ہے کہ یہ کبھی سجدہ ریز ہوتے ہیں، کبھی اپنے خالق و مالک کی پاکی بولتے ہیں، کبھی عاجزی و انکساری کے پیکر بن کر اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتے ہیں، کبھی ادب و نیاز کے ساتھ اس کی عظمت کے گیت گنگناتے ہیں، اور کبھی خوف و امید کے چراغ جلا کر اپنے رب کریم، رؤف و رحیم ﷻ سے اس کے فضل و کرم اور عفو و درگزر کی بھیک مانگتے ہیں..... قرآن اعلان کر رہا ہے:

تتجافى جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفا وطمعا ومما

رزقناهم ينفقون۔ (السجدہ، ۱۶)

ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور

امید رکھتے ہوئے پکارتے ہیں اور جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے، وہ اس سے خرچ کرتے

ہیں۔

معزز حاضرین!۔۔ یہ اللہ والوں ہی کی شان ہے کہ وہ راتوں کو اپنے قدموں کے بل اپنے معبود برحق کی بارگاہ میں کھڑے رہتے ہیں، بصد عجز و انکساری اپنے چہروں کو زمین پر رکھ دیتے ہیں، اور خوف خداوندی کی وجہ سے ان کی پیشانیاں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں۔ اور جب صبح ہوتی ہے تو مخلوق کے سامنے ادب اور تواضع کا اظہار کرتے ہیں، عاجزی و انکساری ان کے رگ و پے سے پھوٹی ہے اور چہروں سے سحر خیزی، شب بیداری اور آہ و زاری کا نور جھلک رہا ہوتا ہے، اور دیکھنے والا پکار اٹھتا ہے:

۔ یہ پیاری، پیاری رنگت، یہ کھلے کھلے سے گیسو

تیری صبح کہہ رہی ہے تیری رات کا فسانہ

عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش علیہ الرحمۃ نے کیا خوب ترجمانی فرمائی ہے

۔ راتیں زاری کر کر روندے نے نیندا کھاں تھیں ہوندے

فجریں اوگن ہارسداون تے سب تھیں نیویں ہوندے

تہجد کا نور بھرا لمحہ: محترم حضرات!

اللہ والوں کے لیے نماز تہجد بھی قرب کا ایک وسیلہ بنا دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ

نے تہجد کا نور بھرا لمحہ بھی رات ہی میں رکھا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن الليل فتهجد به۔ (الاسراء، ۷۹)

اور رات کے وقت اٹھ کر نماز تہجد ادا کرو۔

یعنی جب لوگ سو رہے ہوں، ہر طرف ہو کا عالم ہو، سناٹا طاری ہو اور جب رات کی

آغوش میں ہر چیز کو خواب ہو تو اس وقت اٹھو، اور اپنی جبین نیاز کو بارگاہ ناز میں جھکا دو۔
اور خلوت گاہ ناز میں شرف باریابی حاصل کر لے۔ کیونکہ تیرے خدا نے بھی
اس وقت تیرے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

تسبیح کا حسین موقع:

اللہ تعالیٰ نے رات کو سجدہ اور تسبیح کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

ومن الليل فاسجد له وسبحه ليلا طويلا۔ (الدھر، ۲۵)

اور رات کی تنہائیوں میں اپنے رب کو سجدہ کر اور کافی وقت تک اس کی تسبیح
بیان کر۔

یعنی رات کے وقت تمام مشاغل سے فراغت پا کر خلوت کی تنہائیوں میں اللہ
تعالیٰ کو سجدہ کیا کرو اور اس کی پاکی بیان کیا کرو۔

معراج النبی ﷺ کی پر نور ساعت:

خداوند قدوس نے اپنے محبوب کو لامکان کی خلوتوں میں رات ہی کو بلایا
فرمان خداوندی ہے:

سبحان الذی اسرّٰی بعبدہ لیلا۔۔۔ الایۃ (الاسراء، ۱)

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے (خاص) بندے کو سیر کرائی، رات کے
تھوڑے سے حصے میں۔

نزول قرآن کی پر کیف گھڑی:

نسل انسانی کو قرآن مجید جیسا دستور زندگی اور منشور حیات بھی رات کی پر کیف

گھڑیوں میں ہی ملا۔ آیت قرآنی ہے:

انا انزلناہ فی لیلة القدر (القدر، ۱)

ہم نے قرآن کو قدر والی رات میں اتارا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا: انا انزلناہ فی لیلة مبارکة (الدخان، ۳)

ہم نے قرآن کو برکت والی رات میں اتارا ہے۔

قرب خداوندی کا موقع: سامعین محترم!

رات کے آخری درمیانی حصہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے، اس حصے میں سب

سے زیادہ قرب خداوندی نصیب ہوتا ہے۔

..... حضرت عمرو بن عبسہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اقرب ما یکون الرب من العبد فی جوف اللیل الآخر فان استطعت

ان تكون ممن یدکر اللہ فی تلك الساعة فکن۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۹۸)

وہ لمحہ کہ جس میں اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ بندے کو اپنا قرب عطا فرماتا ہے،

رات کا آخری درمیانی حصہ ہے، پس اگر تم سے ہو سکے کہ ان مقرب بندوں میں سے ہو

سکو۔۔۔ جو اس خاص وقت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو تم بھی ان میں سے

ہو جاؤ۔ تاکہ تم بھی اپنے مالک کا خصوصی قرب حاصل کر سکو اور تمہارا شمار بھی اللہ تعالیٰ

کے مقرب اور عبادت گزار بندوں میں ہو جائے۔

قبولیت دعا کی گھڑی: سامعین کرام!

حضرت ابو امامہ ؓ سے بیان کرتے ہیں:

قیل یا رسول اللہ ای الدعاء اسمع
 یا رسول اللہ! یہ وضاحت فرمادیں کہ کونسی دعا زیادہ سنی جاتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ
 کی بارگاہ میں کس دعا کو جلدی قبولیت کا مقام ملتا ہے؟
 قال۔۔۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا:

جوف اللیل ودبر الصلوات المكتوبات۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۹)
 رات کی درمیانی گھڑیوں میں اور فرض نمازوں کے بعد مانگی جانے والی دعا
 بارگاہ الوہیت میں بہت جلد قبول ہوتی ہے۔
 معلوم ہو!۔۔۔ اس وقت قبولیت کے خصوصی دروازے کھولے جاتے ہیں۔
 سامعین کرام!۔۔۔ رات کی بابت کیا عرض جائے۔۔۔
 بس آخر میں صرف اتنا کہوں گا۔۔۔ کہ
 رات اصل ہے۔۔۔ اور دن فرع
 رات بنیاد ہے۔۔۔ اور دن عمارت
 رات پہلے ہے۔۔۔ اور دن بعد میں
 چاند کی تاریخ کی ابتداء رات سے ہوتی ہے
 قرآن مجید میں متعدد آیات میں رات کا ذکر دن سے پہلے کیا گیا ہے
 میرے آقا ﷺ اکثر رات میں سفر فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ رات کو زمین کی طنائیں کھینچ لی
 جاتی ہیں۔۔۔ اور اسے سمیٹ لیا جاتا ہے۔
 رات خلوت کے لیے بہترین موقع ہے
 رات کے وقت بادشاہوں سے ملاقاتیں اور ان سے حاجات طلب کی جاتی

ہیں۔۔۔ اور

یہی وقت ہے اپنے مالک سے خاص مناجات کا۔۔۔ اور اپنی مرادیں پانے کا۔
حاضرین کرام!۔۔۔ رات کی برکات ہمارے بیان اور گمان سے باہر ہیں۔۔۔
دعا فرمائیں خدا تعالیٰ ہمیں رات کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ
ہماری نجات ہو جائے اور دنیا و آخرت میں بات بن جائے۔

آمین!

وما علینا الا البلاغ المبین

=====

دوسرا بیان

قیام اللیل کی فضیلت

خطبہ

نحمدہ ونستعینہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور
انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یرہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا
ہادی لہ ونشهد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان
محمدًا عبدہ ورسولہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ
الرحمن الرحیم۔ یَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمْ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ
قَلِيلًا ۝ أَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝ صدق اللہ العظیم
اللہم صل علی سیدنا ومولانا وملجأنا ومأوئنا وملیکنا وشفیقنا
وشفیعینا وحبیبنا وحبيب ربنا محمد رسول اللہ عبدہ ورسولہ
معزز حاضرین وسامعین وبراہران اہلسنت!
سورہ مزمل کی جو آیہ کریمہ تلاوت کی گئی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے
محبوب طالب و مطلوب دانائے کل غیوب، منبع برکات و فیوض، سرور کائنات ﷺ کو رات
میں قیام کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ سنئے!
فرمان خداوندی ہے:

یَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ اے چادر اوڑھنے والے (محبوب!)
قُمْ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا رات کا تھوڑا سا حصہ قیام کیا کرو
نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرو

اَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا يَا اِس سے زیادہ اور قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔
ان آیات میں ”رات کے قیام“ کا حکم اور بھرپور ترغیب دی گئی ہے، بظاہر یہ
خطاب سرور کائنات، فخر موجودات، نبی پاک ﷺ سے کیا گیا ہے لیکن درپردہ یہ خطاب
اور یہ فرمان آقائے دو جہاں ﷺ کی پوری امت کے لیے بھی ہے۔

گویا محبوب کو قیام اللیل کا حکم دے کر امت کے لیے اس قیام کا طریقہ متعین
کیا جا رہا ہے۔۔۔ امت کے لیے رات کے قیام کی ایک سنت مقرر کی جا رہی
ہے۔۔۔ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرنے والوں اور اپنے پالنہار کا ذوق و شوق
رکھنے والوں کے لیے اک محبوبانہ طریق اور مطلوبانہ راہ نکال دی گئی ہے اور محبت الہی
، معرفت خداوندی اور سیرالی اللہ کے مسافروں کے لیے نشان منزل دے دیا گیا ہے۔
اب دیوانوں کے لیے محبوب کے ”نقش قدم“ پر چل کر مراد و مدعا کو حاصل کرنا
آسان ہو گیا ہے۔

شب بیداری:

سامعین محترم!۔۔۔ رات کا قیام اور شب بیداری یعنی آدھی رات کو اٹھ کر
مالک کی بارگاہ میں عجز و نیاز مندی کا اظہار انسان کے تمام نفسانی و سواس اور خواہشات کا
پختہ علاج ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان ناشئة الليل هي اشد وطأ اقوم قبيلا۔ (المزل، ۶)

بے شک رات کا جاگنا (نفس اور نفسانی خواہشات کو) سختی سے روند دیتا

ہے، اور سیدھی بات کے لیے بہت مضبوط ہے۔

چونکہ نفس کے لیے ہر وہ کام دشوار ہے جو اس کے مخالف ہے، یہ کون نہیں جانتا کہ جب انسان ایک بار نرم و گداز بستر پر مست، دراز ہو جائے تو نفس کی تمنا یہی ہوتی ہے کہ اب وہ مزے سے سوتا رہے۔۔۔ بستر لگا ہے۔۔۔ سرور آرہا ہے۔۔۔ اب اٹھنے کا نام نہ لینا۔۔۔ وہ انسان کو تھکیاں دے دے کے سلاتا ہے۔۔۔ لیکن عین رات کے آخری پہر۔۔۔ جب نیند کا خوب غلبہ اور تسلط ہوتا ہے، انسان کا دل نہیں چاہتا کہ وہ لمحہ بھر کے لیے بھی اپنی نیند خراب کرے، اپنے آرام میں خلل ڈالے، اپنا پہلو بستر سے جدا کرے۔

لیکن اچانک جب اسے اپنے مالک کی یاد آ جاتی ہے، تو وہ اپنے گناہوں کو یاد کرتا ہے، قیامت کی جواب طلبی کا تصور کرتا ہے، اپنے مالک کی ان گنت نعمتوں اور مہربانیوں کو دیکھتا ہے تو خوف خداوندی سے اس کی آنکھیں پر نم ہو جاتی ہیں، وہ عجز و انکسار کرتا ہوا، لجاتا اور لرزتا ہوا، ندامت و پشیمانی کی تصویر بن کر اپنے بستر کو خیر باد کہہ دیتا ہے اور با وضو ہو کر اپنے مالک کے حضور دست بستہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ پروردگار خوش ہو جاتا ہے، اور شیطان خائب و خاسر اور ٹپٹا اٹھتا ہے، نفس کف افسوس ملتا رہ جاتا ہے اور نفسانی خواہشات کچلتی چلی جاتی ہیں، نفس مردہ ہو جاتا ہے جبکہ روح انوار ربانی اور تجلیات الہیہ میں مچل رہی ہوتی ہے۔ سبحان اللہ

عباد الرحمن کی راتیں: حاضرین کرام!

رحمن کے مقرب بندوں کی راتیں اسی انداز میں بسر ہوتی ہیں۔

جیسا کہ قرآن بیان کرتا ہے:

والذین یبیتون لربہم سجدا وقیاما۔ (الفرقان، ۶۴)

یعنی بندگان خدا کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ ان کی راتیں ان کے پروردگار کے حضور سجدہ و قیام میں بسر ہوتی ہیں۔

عام لوگوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب رات آتی ہے تو وہ خواب خرگوش کے مزے لوٹتے ہیں، غفلت کی نیند سو جاتے ہیں، انہیں کوئی فکر اور خیال نہیں ہوتا، لیکن اللہ والوں کی حالت جدا ہوتی ہے، انہیں محبوب کی یاد تڑپا دیتی ہے، وہ آرام و راحت اور بستر و نیند کو بھول جاتے ہیں، وہ کبھی سجدہ ریز ہو کر اپنے خالق و مالک کی پاکی و عظمت بیان کرتے ہیں اور کبھی پوری عاجزی و انکساری کے ساتھ حالت قیام میں اپنے معبود و مسبود کی بڑائی اور کبریائی کا اعلان کرتے ہیں۔

عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش علیہ الرحمہ نے خوب منظر کشی کی ہے

رات پوے تے بے درداں نوں نیند پیاری آوے

درد منداں نوں یاد سچن دی ستیاں آن جگاوے

پہلو بستروں سے جدا ہوتے ہیں:

قرآن مجید نے اللہ والوں کی شب بیداری اور رات کی آہ وزاری کو مزید

تفصیل سے بیان کرتے ہوئے یہاں تک بیان کر دیا:

تتجافىٰ جنوبہم عن المضاجع یدعون ربہم خوفا وطمعا

الآیہ۔ (السجدہ، ۱۶)

بندگان خدا کی نشانی یہ ہے کہ ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور امید کرتے ہوئے پکارتے ہیں۔

حاضرین کرام! یاد رکھیں کہ خوف اور امید کی درمیانی کیفیت ہی ایمانی کیفیت ہے، اللہ والوں کی یہی شان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ڈرتے بھی ہیں اور اس کی رحمت اور کرم کی امید بھی رکھتے ہیں۔ وہ اسی خوف و امید کے چراغ جلا کر، اپنے پہلوؤں کو نرم و گداز بستروں سے دور رکھتے ہوئے، اپنے رحمن و رحیم، غفور و کریم اور غفور و جلیل رب کی بارگاہ میں دست تمنا دراز کر کے، اس کے غفور و کرم، فضل و عنایت اور احسان و انعام کی بھیک مانگتے ہیں۔۔۔ تو مالک اپنے کرم کی برکھا برسا دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ ”شب بیداری“ اور ”رات کا قیام“ یہ اللہ والوں کا طریقہ ہے۔

بغیر حساب جنت میں دخول:

اللہ والے راتوں کو اٹھ اٹھ کے مالک کے حضور گڑ گڑاتے اور گریہ و زاری کرتے ہیں، ان کی یہ آہ و بکا اور شب خیزی بارگاہ خداوندی میں کس قدر مقبول و منظور ہوتی ہے؟

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَحْشُرُ النَّاسُ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنَادِي مَنَادٌ فَيَقُولُ

قیامت کے دن جب ساری انسانیت کو ایک ہی چٹیل میدان میں جمع

کیا جائے گا تو پھر میدان میں ایک منادی یوں ندا کر رہا ہوگا

این الذین کانوا تتجافى جنوبهم عن المضاجع

کہاں ہیں وہ خوش نصیب، بخت آور لوگ، جو راتوں کو اپنے پہلو اپنی خواب گاہوں اور بسترؤں سے جدا رکھتے تھے، اور بارگاہ الہی میں گریہ و زاری کرتے ہوئے راتیں بسر کرتے تھے۔

فیقولون وہم قلیل

یہ آواز سنتے ہی کچھ لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے لیکن باقی اہل محشر کے مقابلہ میں ان کی تعداد کم ہوگی

فیدخلون الجنة بغیر حساب

وہ بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔

ثم یؤمر بسائر الناس الی الحساب۔

(الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۴۲۵)

پھر تمام لوگوں کے حساب کا حکم دیا جائے گا۔

راتوں کو جاگنا معمولی چیز نہیں، مبارک ہو ان لوگوں کو، جو رات کے کچھ لمحات اپنے مالک کے حضور سجدہ و قیام میں بسر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔

چہرے کا نور:

سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری ؓ روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من کثرت صلوٰۃ باللیل حسن وجہہ بالنہار۔ (ابن ماجہ ص ۹۵)

جو شخص رات کو کثرت سے نماز ادا کرتا ہے، عبادت بجالاتا ہے اور نوافل پڑھتا ہے تو دن کو اس کا چہرہ نکھر جاتا ہے۔

حسن و خوبصورتی کے چاہنے والو! چہرے کی رونق کے طلبگارو! آؤ درمحبوب پر، انہوں نے تمہیں اس مقصد کے حصول کے لیے ایک لطیف گر سمجھا دیا ہے، آؤ! راتوں کو اٹھ اٹھ کر نماز پڑھتے جاؤ اور اپنے معبود سے چہرے کا نکھار حاصل کرتے جاؤ!

سامعین کرام!۔۔۔ رات کی عبادت سے چہرے کا نکھار ہوتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟۔۔۔ یہی سوال جب حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ تہجد گزاروں اور شب زندہ داروں کے چہروں پر نور برستا ہے؟ تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا:

لأنهم خلوا بالرحمن فالبسهم من نورہ نوراً۔ (قیام اللیل ص)
کیونکہ انہوں نے اپنی راتوں کی خلوتیں اور تنہائیاں اپنے مہربان معبود کے لیے وقف کر دیں تو اس نے اپنے نور سے ان کو ڈھانپ لیا۔
سبحان اللہ! رات کا قیام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نور کی چادر عطا فرمادیتا ہے۔

نجات کی ضمانت: معزز حاضرین!

اب یہ بھی سن لیجئے! کہ سردیوں کی بچ بستہ راتوں میں محض اپنے مالک کے لیے گرم اور نرم بستر کو خیر باد کہنے والے پر اللہ تعالیٰ اپنی رضا مندی اور خوشنودی کا اظہار کس طرح فرماتا ہے؟

ہمارے آقا و مولیٰ تاجدار مدینہ ﷺ نے اپنی زبان مقدس سے ایسے شخص کی

حکایت بیان فرمائی ہے، اور حضور ﷺ کے اس بیان منزل نشان کو امت کے دوسروں کو گوں تک پہنچانے والے ہیں، حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ۔۔۔ دل کے کانوں سے سینوں اور خلوص و نیاز مندی کے ساتھ دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ مقام و مرتبہ نصیب فرمائے۔ آمین، بحرمة سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

سینے! رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کے لوگوں کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں دیکھ کر مسکراتا ہے اور ان پر بہت خوش ہوتا ہے۔ ان میں ایک آدمی کی وضاحت کرتے ہوئے مدینے والے آقا ﷺ یوں گویا ہوتے ہیں:

رجل قام فی لیلة باردة من فراشه ولحافه ودثاره من بین اهله وحبہ۔
جس شخص پر خالق ارض و سما خوشی کا اظہار فرماتا ہے یہ وہی خوش بخت ہے، جو سردیوں کی ایک بخیختہ۔۔۔ ٹھہرتی۔۔۔ سرد، رات میں اپنے نرم پچھونے۔۔۔ گرم بستر۔۔۔ اور آرام دہ لحاف سے اٹھ بیٹھتا ہے، اس وقت اس کے افراد خانہ اور آس پاس کے لوگ غفلت کی نیند میں مست ہوتے ہیں۔

انہیں کوئی فکر نہیں، لیکن یہ بندہ خدایا محبوب سے تڑپ جاتا ہے اور اپنی روح کو ذکر محبوب سے تسکین دینے کے لیے اٹھ بیٹھتا ہے۔ وہ اوروں کو نہیں دیکھتا کہ وہ آرام و راحت اور غفلت کی نیند میں مست، دراز ہیں بلکہ اپنا حق بندگی ادا کرنا چاہتا ہے

فتوضاً ثم قام الی الصلوٰۃ

پس وہ اس سرد رات میں اٹھ کر ٹھنڈے پانی سے وضو کرتا ہے
اس کا نفس اس کے لیے رکاوٹ نہیں بن سکتا۔۔۔ دنیا کی کوئی چیز اسے روک نہیں سکتی۔

وہ نفسانی خواہشات کی شہرک پہ پاؤں رکھ کر ان کا گلا گھونٹ دیتا ہے، اور نفس و شیطان سے ہر طرح آزاد ہو کر پوری نیاز مندی کے ساتھ سر جھکائے اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں نماز کے لیے دیوانہ وار کھڑا ہو جاتا ہے۔ ابلیس دنگ رہ جاتا ہے۔۔۔ اور اس کا خالق و مالک خوش ہو جاتا ہے۔ پھر جب اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی تو وہ ملائکہ کو بلا لیتا ہے

فیقول اللہ عزوجل لملائکتہ ما حمل عبدی هذا علی ماصنع
تو پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ فرشتو! ذرا بتاؤ تو سہی! میرے
بندے نے میٹھی نیند چھوڑی نرم و نازک بستر ترک کیا، آرام دہ لحاف اتار پھینکا اور اب
ٹھنڈے پانی سے وضو کر کے میرے ساتھ راز و نیاز کے لیے کھڑا ہو گیا ہے، جانتے ہو
اس نے ایسا کیوں کیا؟

فیقولون ربنا انت اعلم۔۔۔

فرشتے گردن جھکا دیتے ہیں اور عرض گزار ہوتے ہیں، پروردگار! ہم تجھے کیا
بتائیں؟ تو سینوں کے رازوں کو جانتا ہے، زمین کی تہہ میں موجود ہر چیز بھی تیرے علم
میں ہے۔ تو دلوں میں پیدا ہونے والے خطرات و وساوس سے بھی آگاہ ہے۔۔۔ زمین
و آسمان کا کوئی معمولی سے معمولی ذرہ بھی تجھ سے مخفی و پوشیدہ نہیں تیری بارگاہ میں
ہمیں مجال دم زدن نہیں، ہمیں لب کشائی کی ہمت نہیں۔۔۔ ہم کیا بتا سکتے ہیں، تو خود ہم
سے زیادہ اور سب سے بہتر جانتا ہے۔

فیقول انی اعلم ولكن اخبرونی

فرشتو! یہ بات ٹھیک ہے کہ میں علیم بذات الصدور ہوں، ہر چیز میرے علم میں ہے اور مجھے یہ بھی خبر ہے کہ میرا یہ بندہ یہ سب کچھ کیوں کر رہا ہے۔ لیکن پھر بھی میں چاہتا ہوں کہ تم اس کی خبر بیان کرو، میں اپنے اس بندے کی شان تم سے سننا چاہتا ہوں۔ اللہ اکبر!۔۔۔ سبحان اللہ!۔۔۔ کیا شان و مقام ہے بندگان خدا اور رات کو قیام کرنے والوں کا۔۔۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی شان فرشتوں سے سن کر کائنات والوں کو بتانا چاہتا ہے کہ کوئی ان چیزوں پہ فتوے نہ لگاتا پھرے، میں بتانا چاہتا ہوں کہ ولیوں کی شان سن کر پریشان نہ ہوا کرو، ان کی شان سننا خدا کی سنت ہے۔

حاضرین کرام!۔۔۔ یہاں یہ قانون بھی ثابت ہو گیا کہ پوچھنا علمی کی دلیل نہیں ہوتا بعض مرتبہ علم اور خبر ہونے کے باوجود سوال کیا جاسکتا ہے۔ اور اس میں کئی حکمتیں اور اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں، لیکن جاہل لوگ اس کو نہیں جانتے۔

سامعین حضرات!۔۔۔ چلیے! اپنی سماعت کا تعلق پھر اسی واقعہ کے ساتھ قائم کر لیجئے!۔۔۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے، میں جانتا تو ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ اپنے بندے کی شان تمہاری زبان سے سنوں

فیقولون ربنا

اب فرشتوں کو بولنا پڑتا ہے، وہ عرض کرتے ہیں مولا:

رجاء ما عندك وشفقة مما عندك

تیرے اس بندے نے صرف تیری جنت، رحمت اور رضا کی امید سے اور تیرے خوف، جہنم کے ڈر اور تیری ناراضگی سے بچنے کے لیے یوں کیا ہے۔۔۔ اب خدا

کی رحمت مچل جاتی ہے، اس کا کرم جھوم اٹھتا ہے اور وہ فرماتا ہے:

فقال انی اشهدکم انی اعطیتہ مار جاوامنتہ مما یخاف۔

(قیام اللیل والترغیب والترہیب ج ۱ ص ۴۳۶، مشکوٰۃ ص ۱۱۰)

فرشتو! میں نے تمہیں اس بات پر گواہ بنا دیا ہے کہ میرا بندہ جس امید سے مجھے یاد کر رہا تھا میں نے اس کی آرزو پوری کر دی اور جس کے خوف سے لرز رہا تھا میں نے اسے اس چیز سے محفوظ کر دیا ہے۔

اے رات کی خلوتوں میں یا دالہی میں مگن ہونے والو!

رات کی تاریکیوں میں امید و خوف کے چراغ جلانے والو!

اپنے مالک کے لیے آرام و راحت کو فراموش کر دینے والو!

سردیوں کی ٹھٹھرتی --- بخ بستہ --- راتوں میں ٹھنڈے ٹھنڈے پانیوں سے وضو کر کے اپنے باطن کی طہارت کا سامان کرنے والو! --- مبارک ہو!

تمہارے مالک نے فرشتوں کو گواہ بنا کر تمہیں تمہاری مرادیں عطا کرنے اور انگلیں پوری کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ وہ تمہیں اپنی رضا --- رحمت --- فضل --- کرم اور جنت ضرور عطا فرمائے گا، تم اپنا کام کرتے جاؤ وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔ تمہارا نعرہ یہی ہونا چاہیے کہ

مالی داکم پانی دینا بھر بھر مشکاں پاوے

مالک داکم پھل پھل لانا لاوے یا نہ لاوے

خوشنودی الہی کا حصول:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يَضْحَكُ اللَّهُ إِلَيْهِمُ الرَّجُلُ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يَصْلِي وَالْقَوْمُ إِذَا صَفَوُافِي الصَّلَاةِ وَالْقَوْمُ إِذَا صَفَوُافِي قِتَالِ الْعَدُوِّ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۹)

تین طرح کے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دیکھ کر مسکراتا ہے، یعنی ان سے راضی ہوتا ہے، ان میں پہلا وہ شخص ہے جو کہ جب بھی رات کو اٹھتا ہے تو نماز ادا کرتا ہے، دوسرے وہ قوم ہے جب کہ وہ نماز میں صفیں بناتی ہے اور تیسرے وہ قوم ہے جب کہ وہ کفار کے مقابلے جنگ کے دوران صف در صف کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اس حدیث میں پہلا وہ فرد جسے اپنے خالق و مالک کی رضا و خوشنودی نصیب ہوتی ہے وہ آدمی ہے کہ رات کے وقت اسے جب بھی بیداری کا موقع ملتا ہے تو اسے خدا کی یاد آگھیرتی ہے، وہ یاد الہی میں مگن ہو جاتا ہے اور سارے کام کاج چھوڑ کر اپنے مالک کی بارگاہ میں نیاز مندانہ سر جھکا کر کھڑا ہو جاتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے۔

واقعی ایسا شخص رضا الہی کا حقدار ہے کہ اگر اسے رات کے وقت کسی اور کام کے لیے بیدار ہونا پڑا لیکن وہ عبادت کے لیے ضرور کھڑا ہو جاتا ہے، گویا وہ اپنے تمام کاموں سے زیادہ خدا کی عبادت کو اہمیت دیتا ہے اور اسی وجہ سے اس کا مالک اسے اپنی رضا کا پروانہ عطا فرما دیتا ہے۔

قیام اللیل کے فوائد:

حضرت ابو امامہ باہلی ؓ بیان کرتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ --

رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء نے رات کے قیام کے فوائد کو بیان کرتے ہوئے

ارشاد فرمایا: علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصالحین قبلکم۔

لوگو رات کے قیام کو اپنے اوپر لازم کرلو

اگر سوال کرو کہ اس کے کیا فوائد ہیں، تو سنو!

پہلا فائدہ یہ ہے کہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے

وہو قربۃ لکم الی ربکم۔

اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ کام تمہارے لیے تمہارے رب کی بارگاہ میں قرب کا

ذریعہ ہے۔

ومکفرة للسیئات۔

اس کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ تمہارے پوشیدہ گناہوں کو چپکے سے مٹا دے گا

ومنہاة عن الاثم۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۹)

اور چوتھا فائدہ یہ ہے کہ آئندہ تمہیں گناہوں سے روک رکھے گا۔

اس روایت میں یہ چار فوائد ہی بیان ہوئے ہیں، جبکہ امام مروزی نے سیدنا

بلال بن ابی رباح حبشیؓ سے جو روایت درج کی ہے اس میں ان چاروں کے علاوہ

ایک پانچواں فائدہ بھی بیان کیا گیا ہے اور وہ ہے:

ومطرودة للداء عن الجسد۔ (الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۴۲۸)

اور رات کو قیام کرنا بدن سے بیماریوں کو دور کر دیتا ہے۔

اللہ، اللہ! ”رات کا قیام“ بظاہر ایک عمل ہے لیکن اتنا مبارک اور رحمت و کرم کا حامل ہے

کہ ظاہر و باطن کی درخشندگی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ یعنی قیام اللیل:

صالحین کا طریقہ ہے۔۔۔ قلبی امراض کے لیے شفا ہے

اس سے جسم کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔۔۔ نفسانی خواہشات کا فور ہو جاتی ہیں

ظاہر بھی نکھر جاتا ہے اور باطن بھی سنور جاتا ہے

یہ قرب الہی کا ذریعہ ہے اور گناہوں کا کفارہ

اس سے قلب کو بھی جلا ملتی ہے اور چہرے کو روشنی بھی

انسان کے دل میں گناہوں کی نفرت پیدا ہوتی ہے

اور نیکیوں کی چاہت ابھرتی ہے۔

گویا ظاہر و باطن کو سنوارنے کا کارگر نسخہ ”قیام اللیل“ ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔۔۔

رسول اللہ ﷺ کا قیام:

حضرت مغیرہؓ حضور اکرم ﷺ کے قیام اللیل کو یوں بیان فرماتے ہیں:

قام النبی ﷺ حتی تورمت قدماء

نبی کریم، رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے رات کو قیام فرمایا۔۔۔

لمحات بیت رہے ہیں۔۔۔ لیکن آپ کھڑے ہیں۔۔۔ گھڑیاں گزر رہی ہیں، لیکن آپ

حالت قیام میں ہیں۔۔۔ طویل وقت گزر گیا، لیکن آپ اسی حالت میں ہیں۔۔۔

انتالمبا قیام کیا، اتنی دیر تک کھڑے رہے کہ آپ کے مبارک قدم سوچ گئے، پاؤں متورم

ہو گئے لیکن آپ بدستور کھڑے ہیں،

فقیل له لم تصنع هذا وقد غفر لك ماتقدم من ذنبك وما تأخر
اس منظر کو دیکھ، غلام تڑپ جاتے ہیں اور بارگاہ رسالت مآب میں عرض کرتے ہیں:
یا رسول اللہ! آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ کیا آپ کے رب کی
رحمتیں آپ پر ہر لمحہ سایہ فگن نہیں رہتیں؟ کیا آپ کے سبب اس نے آپ کے اگلوں اور
پچھلوں کے گناہوں کو بخش نہیں دیا؟:

قال افلا اکون عبدا شکوراً۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۸)

جب میرے آقا نے اپنے غلاموں کی عرض سماعت فرمائی۔۔۔ تو جواب
دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ارے لوگو!۔۔۔ مجھے کب اس سے انکار ہے کہ میرے مالک کی نعمتیں غیر متناہی
ہیں، اگر اس نے مجھ پر کثرت سے انعامات فرمائے ہیں۔۔۔ تو کیا ان نعمتوں کے
حصول پر میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ میں اتنی مشقتیں اٹھاؤں ان نعمتوں کا شکر ادا
کر رہا ہوں۔

معلوم ہوا رات کا قیام نعمتوں کا شکرانہ بھی ہے۔

دوسری روایت: سامعین محترم!

رسول اللہ ﷺ کے قیام کے سلسلہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان
کرتی ہیں:

فقدت رسول الله ﷺ من الفراش۔۔۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ بستر پر نہیں ہیں۔۔۔

آپ کا بستر خالی ہے

فالتمستہ

میں آپ کی تلاش کرنے لگی۔۔۔ اور بستر کو ٹٹولنے لگی

فوقعت یدی علی بطن قدمیہ وهو فی المسجد وهما منصوبتان -

اچانک میرے ہاتھ آپ کے مبارک قدموں کے اندرونی اطراف پر پڑے، آپ اس وقت مسجد میں تھے اور قدم مبارک کھڑے تھے۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ اتنا طویل اور دراز سجدہ فرماتے کہ سید عائشہ رضی اللہ عنہا کو خیال گذرتا کہ کہیں روح مبارک پرواز تو نہیں کر گئی۔

اللہ اکبر! معصوم عن الخطا ہو کر آپ ﷺ کس قدر طویل قیام اور عبادت و ریاضت میں کتنی مشقت اٹھاتے ہیں۔

ایک روایت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے پہلے حصے میں سوتے اور دوسرے حصے میں بیدار ہوتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۹)

حضرت داؤد علیہ السلام کا قیام:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کو داؤد علیہ السلام والی نماز بہت پیاری ہے اور روزوں میں داؤد علیہ السلام والے روزے زیادہ محبوب ہیں، وہ آدھی رات آرام فرماتے اور اس کا تیسرا حصہ قیام کرتے اور چھٹے حصے میں پھر سو جاتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن چھوڑتے تھے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۹)

اہل خانہ کو بیدار کرنا:

قیام اللیل کی بے بہا اور بے انتہا برکتوں کو صرف اپنی ذات تک ہی محدود نہیں کر لینا چاہیئے بلکہ اہل خانہ اور گھر کے دیگر افراد بالخصوص اپنی رفیقہ حیات کو بھی اس میں شامل و شریک کر لینا چاہیئے۔ ہمارے آقا و مولیٰ، رحمت کائنات ﷺ نے بار بار اس کی ترغیب دی ہے۔

رحم الله رجلا قام من الليل فصلى -

اس خوش نصیب مرد پر اللہ کی رحمتیں نچھاور ہوں جو رات کو اٹھا اور نماز میں

مشغول ہو گیا۔

وايقظ امرأته فصلت

اور اس نے ازراہ شفقت و خیر خواہی اپنی زوجہ کو بھی بیدار کیا، تاکہ وہ بھی اپنے

رب کی رحمتوں کو لوٹ سکے تو اس نے بھی نماز ادا کی۔

فان ابت نضح في وجهها الماء -

سواگر وہ گہری نیند میں ہونے کی وجہ سے، انجانے میں اٹھنے سے سستی کا

مظاہرہ کرے، بیداری کی طرف مائل نہ ہو اور محو خواب ہی رہے تو اس کا شوہر خیر خواہی

کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس کے چہرے پر پانی چھڑک دیتا ہے، تاکہ اٹھنا

آسان ہو جائے۔۔۔ ایسے ہی اگر کوئی محتاور بیوی رات کو قیام کے لیے اٹھتی ہے تو

چونکہ وہ آفرین و مبارکباد کی حقدار۔۔۔ یہی وجہ ہے آپ ﷺ نے اس کا الگ سے ذکر کیا

ارشاد فرمایا:

رحم الله امرأة قامت من الليل فصلت وايقظت زوجها فصلی فان
ابی نضحت فی وجهه الماء۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۹)

اس خاتون پر بھی اللہ کی رحمتیں نازل ہوں جو رات کو اٹھی اور اس نے نماز
پڑھی، اپنے خاوند کو جگایا، تو اس نے بھی نماز ادا کی، پس اگر اس نے اٹھنے سے انکار کیا تو
بیوی نے اس کے منہ پر پانی چھڑک دیا۔۔۔ تو طبیعت ہشاش ہو گئی اور باسانی اٹھ کے
نماز پڑھنے لگا۔

معزز سامعین!۔۔۔ قیام اللیل کے لیے اپنے اہل خانہ کو بیدار کرنے کے
سلسلے میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے سیدنا داؤد علیہ السلام کا ذکر کیا آپ نے
ارشاد فرمایا:

كان لداود عليه السلام من الليل ساعة۔
حضرت داؤد علیہ السلام نے رات میں ایک گھڑی مقرر کر رکھی تھی، جس میں وہ
قیام فرمایا کرتے تھے

يوقظ فيها اهله يقول يا ال داود قوموا فصلوا
اس وقت وہ اپنے اہل خانہ کو بھی اٹھاتے تاکہ وہ بھی قیام اللیل کی برکات
سمیٹ سکیں۔۔۔ آپ فرماتے تھے: اے آل داؤد! اٹھو اور نماز ادا کرو
فان هذه ساعة يستجيب الله عز وجل فيها الدعاء الالساحر
او عشر۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۹، ۱۱۰)

کیونکہ یہ وہ گھڑی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کا در قبولیت کھل جاتا ہے اور وہ
سوائے جادو گر اور ٹیکس لینے والے کے ہر ایک کی دعا کو قبول فرماتا ہے

..... حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ

اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

إذا يقظ الرجل أهله من الليل فصليا أو صلى ركعتين جميعا

جب آدمی اپنی زوجہ کو رات کے وقت بیدار کرتا ہے پھر وہ دونوں نماز ادا

کرتے ہیں۔ یا اکٹھے دو رکعت پڑھتے ہیں

کتبا فی الذاکرین والذاکرات۔ (مشکوٰۃ ص ۱۱۰)

تو ان کا شمار بہت زیادہ ذکر کرنے والے اور دائمی ذکر کرنے والے مردوں اور

عورتوں میں کیا جاتا ہے۔

..... سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

استيقظ رسول الله ليلة فزعا

ایک رات رسول اللہ ﷺ پریشانی کی حالت میں بیدار ہوئے:

يقول سبحان الله ماذا انزل الليلة من الخزائن

آپ فرما رہے تھے، اللہ پاک ہے!۔۔ آج رات رحمت کے کتنے خزانے

اتارے گئے

وما ذا انزل من الفتن۔

اور بہت سارے فتنے اور عذاب اتارے گئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا

روئے سخن قیام اللیل کی طرف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

من يوقظ صواحب الحجرات يريد أزواجه لکی یصلین۔

کون ہے جو ان حجروں میں آرام کرنی والی مستورات یعنی آپ کی ازواج مطہرات کو بیدار کرے، انہیں جگا دے تاکہ وہ اٹھ کر نماز ادا کریں۔ اور اس رات میں نازل ہونے والے رحمت اور کرم کے خزانوں کو اپنے دامن میں سمیٹ سکیں۔

پھر ارشاد فرمایا:

رب کاسیة فی الدنیا عاریة فی الاخرة۔ (مشکوٰۃ ۱۰۹)

دنیا میں بہت ساری چھپنے والی آخرت میں برہنہ ہو جائیں گی۔

اہل قیام کے لیے خصوصی جنتی کمرے: معزز سامعین!

ہمارے آقا و مولیٰ رحمت دو عالم ﷺ ذوق و مستی میں آکر رات کا قیام کرنے والوں کے لیے جنتی اعزاز و اکرام کو بیان فرمانے کے لیے ایک باریوں گویا ہوتے ہیں:

ان فی الجنة غرفا یرى ظاہرہا من باطنہا و باطنہا من ظاہرہا۔

بے شک جنت میں کچھ ایسے صاف، شفاف اور بلند و بالا کمرے، محلات اور

حجرے ہوں گے، جن کے اندر سے باہر نظر آئے گا اور باہر سے اندر دکھائی دے گا۔

اس عبارت کو ارشاد فرمانے کا مقصد یہی تھا کہ سامعین کے دلوں میں ان

محلات کا اشتیاق پیدا ہو اور وہ جھوم کر ان کو حاصل کرنے کی جستجو کریں۔ اور مچل کر

پوچھیں کہ یہ اعزاز و اکرام کن لوگوں کے لیے ہوگا۔ اور پھر یونہی ہوا،

روایت میں ہے کہ ذوق و مستی میں آکر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھ ہی لیا

وہ صحابی کون تھے؟

فقال ابو مالک الاشعری

یعنی وہ سوال کرنے والے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض گزار ہوتے ہیں:

لمن ہی یارسول اللہ۔ (الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۴۲۴)

یارسول اللہ! وہ کمرے کن خوش قسمت لوگوں کے نصیب میں ہوں گے؟

آپ نے جب دیکھا کہ غلام چاہتے ہیں کہ انہیں بتا دیا جائے کہ وہ اجلے اور آئینہ دار کمرے کن لوگوں کے مقدر بنے گے اور کون لوگ ان میں آرام و راحت پذیر ہوں گے۔ تو غلاموں کی تسکین جاں کے لیے ارشاد فرمایا:

اعدھا اللہ لمن الآن الکلام وأطعم الطعام وتابع الصیام وصلی

باللیل والناس نیام۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۹)

وہ کمرے اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے لیے تیار کر رکھے ہیں جو نرمی سے گفتگو کرے، کھانا کھلائے، کثرت سے روزے رکھے، اور جب لوگ نیند کے مزے لے رہے ہوں تو وہ اٹھ کے اپنی جبین نیاز بارگاہ بندہ نواز میں جھکا دے۔

قیام اللیل ترک نہ کرنا:

رات کا قیام اس قدر محبوب و مطلوب اور رضا و خوشنودی کی حامل ہے کہ سرور

کائنات ﷺ نے گوارا ہی نہیں کیا کہ اسے ترک کر دیا جائے۔

..... سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

قال لی رسول اللہ ﷺ

میرے محبوب رسول کریم ﷺ نے مجھے خود ارشاد فرمایا:

یا عبد اللہ لاتکن مثل فلان کان یقوم من اللیل فترک قیام اللیل۔

(مشکوٰۃ ص ۱۰۹)

اے عبد اللہ!۔۔۔ فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا، وہ رات کو قیام کیا کرتا تھا پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔

لہذا تم رات کو قیام ضرور کرو۔۔۔ لیکن اتنا کرو جتنا تم ہمیشہ، پابندی اور عمدگی کے ساتھ نبھا سکو، ایسا نہ ہو کہ تم اس سلسلہ میں حد سے گذر جاؤ، پھر تم اکتاہٹ اور ملالت کا شکار ہو جاؤ اور بالآخر رات کا قیام بالکل ہی ترک ہو جائے۔

میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ رات کو قیام کرو۔۔۔ اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔۔۔ زیادہ کے لالچ میں تھوڑا بھی ہاتھ سے نہ چلا جائے۔۔۔ فلاں شخص نے اسی طرح کیا تھا۔ لہذا تم تجربات میں نہ پڑ جانا بلکہ اس سے سبق سیکھو اور ایک بار قیام شروع کر کے کوشش کرنا کہ وہ پھر چھوٹنے نہ پائے کیونکہ یہ عمل مسلسل ہونا چاہیئے، اس سے رضا خداوندی نصیب ہوتی ہے

افضل نماز: سامعین محترم!

عبادت کوئی بھی ہو وہ اپنی جگہ فضیلت و اہمیت کی حامل ضرور ہے۔ نفل نماز کسی بھی وقت ادا کی جائے اس سے برکت و رضامندی ضرور ملتی ہے۔ لیکن رات کی نماز کا کیا کہنا، اس نماز کی فضیلت ان نمازوں سے جدا گانہ ہے جو دن کے وقت ادا کی جاتی ہے اور ان میں نمود و نمائش کا بھی کوئی پہلو نکل سکتا ہے۔۔۔ جبکہ رات کی نماز ان چیزوں سے پاک ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے رات کی نماز کی عظمت و فضیلت کو یوں

بیان فرمایا ہے:

افضل الصلوٰۃ بعد الفریضۃ صلوٰۃ فی جوف اللیل۔ (مشکوٰۃ ص ۱۱۰)
فرض نماز کے بعد رات کے درمیانی حصہ میں نماز ادا کرنا بہت زیادہ فضیلت رکھتا ہے
کیونکہ اس میں نمود و نمائش نہیں ہوتی اور وہ ویسے بھی نفس پر بھاری اور مشکل ہوتی ہے۔

گناہ چھوٹ جائیں گے: سامعین حضرات!۔۔۔ توجہ فرمائیں!

رات کے قیام کی جہاں اور کئی بے شمار برکتیں ہیں، وہاں یہ برکت بھی واضح
طور پر نصیب ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے انسان کے دل میں گناہوں کی نفرت پیدا ہوتی
ہے اور بالآخر وہ بری عادات اور برے افعال کو چھوڑ دیتا ہے۔

..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جاء رجل الى النبي ﷺ

ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا

فقال ان فلانا یصلی باللیل فاذا أصبح سرق

یا رسول اللہ! اس فلاں شخص کا حال دیکھیے!۔۔۔ وہ رات کو قیام کرتا ہے اور

دن کے وقت چوری، چکاری میں پڑ جاتا ہے،

فقال

رحمت مجسم ﷺ نے اس کی اس تعجب انگیز بات کو سن کر فرمایا:

انه ستنهاہ ماتقول۔ (مشکوٰۃ ص ۱۱۰)

رات کو قیام کرنے والے کی بد عملی کا گلہ کرنے والے!۔۔۔ سن لے!۔۔۔ ایک دن ایسا

ضرور آئے گا کہ اس کا رات کا قیام اس کو اس کام سے روک دے گا جو تو بیان کر رہا ہے اس قیام کی برکت سے اسے توبہ کی توفیق مل جائے گی۔ اور گناہ چھوٹ جائیں گے۔

اہل شرافت: معزز حاضرین!

رسول کریم ﷺ نے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ آپ کی امت میں شریف لوگ کون ہیں، ارشاد فرمایا:

اشراف امتی حملة القرآن واصحاب الليل۔ (مشکوٰۃ ص ۱۱۰)
میری امت کے اشراف قرآن پر عمل کرنے والے اور رات کو قیام کرنے والے لوگ ہیں،

اندازہ لگائیں! ہمارے نزدیک شرافت کا کیا معیار ہے اور اسلام نے ہمارے لیے کس چیز کو معیار شرافت قرار دیا ہے۔ قرآن پر عمل اور رات کا قیام۔
اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

=====

تیسرا بیان

شب برأت کی فضیلت

خطبہ

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على من لانبى بعده وعلى
آله واصحابه وازواجه وذريته جميعاً حمّ . اما بعد فاعوذ بالله من
الشیطن الرجیم . بسم الله الرحمن الرحيم . والكتاب المبين . انا
انزلناه فی ليلة مباركة انا كنا منذرين . صدق الله العظيم وصدق رسوله
النبي الكريم .

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

وعلى آلك واصحابك يا حبيب الله

معزز حاضرین، محترم سامعین، برادران اہلسنت!

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کے صدقہ میں ہم گنہگاروں کو بے شمار
نعمتیں عطا فرمائی ہیں، اس نے ہم خطا کاروں کو نوازنے اور اپنا عفو و کرم عطا کرنے کے
لیے ہمیں بہت سارے مواقع فراہم کئے ہیں، کئی دن اور کئی راتیں مخصوص فرمادی ہیں۔
جن میں اس کے جود و کرم کے بادل موسلا دھار برستے ہیں اور امت مسلمہ کی بخشش
ونجات کا سامان ہوتا ہے۔

ان مواقع میں ایک پر نور اور عظیم موقع ”شب برأت“ کا ہے۔

یوں تو سارا ماہ شعبان ہی برکتوں کا حامل ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے

جب ماہ رجب شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ یوں دستِ بدعا ہو جاتے:

اللهم بارك لنا في رجب وشعبان وبلغنا رمضان
اے اللہ! ہمارے لیے رجب و شعبان میں برکت پیدا فرما اور ہمیں
(خیر و برکت کے ساتھ) ماہ رمضان تک پہنچا دے!۔

میرے آقا ﷺ جو بھی اپنے خالق و مالک سے مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرماتا ہے، اس دعا سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شعبان کو برکتوں سے مالا مال کر دیا ہے۔ کیونکہ میرے حضور ﷺ نے اس میں برکتوں کی دعا مانگی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی دعا کو قبول فرمایا ہے۔

نبی پاک ﷺ نے شعبان المعظم کی شان و عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے ارشاد فرمایا:

شعبان شہری۔ (کنز العمال ج ۱۲ ص ۱۴۰)

شعبان میرا مہینہ ہے۔

غلاموں اور دیوانوں کے لیے اس سے بڑی اور نسبت کیا ہو سکتی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ

نے اس ماہ کو اپنا مہینہ قرار دیا ہے اور اصول یہ ہے

كل منسوب الى محبوب محبوب

محبوب کی ہر چیز ہی محبوب ہوتی ہے۔

لہذا یہ مہینہ خدا کا بھی پیارا، مصطفیٰ کا بھی پیارا اور اس وجہ سے ہم غلاموں کو بھی اس سے

پیارا ہو گیا ہے۔۔۔ کیونکہ

ہم ہیں امتی اپنے رسول کریم ﷺ کے

جو ہے انہیں پسند وہ ہے ہمیں پسند

ایک اور مقام پر حضور ﷺ نے شعبان کی فضیلت کو یوں ظاہر فرمایا:

چونکہ آپ اس ماہ میں کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ جب وجہ پوچھی گئی تو

فرمایا:

ذالك شهر يغفل الناس عنه بين رجب ورمضان۔۔۔

شعبان کا مہینہ بڑی شان و فضیلت والا مہینہ ہے، یہ ماہ رجب اور ماہ رمضان کے درمیان ہے، لوگ اس کی عظمتوں سے غافل ہیں، انہیں پتہ نہیں کہ یہ کتنی شان و برکت والا مہینہ ہے

وهو شهر ترفع فيه الاعمال الى رب العالمين فاحب ان يرفع
عملی وانا صائم۔ (نسائی ج ۱ ص ۳۲۲)

یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل روزے کی حالت میں اٹھایا جائے۔
مزید سنئے!۔۔۔ حدیث پاک میں ہے:

كان احب الشهور الى رسول الله ﷺ ان يصومه شعبان بل كان
يصله برمضان۔ (نسائی ج ۱ ص ۳۲۱)

رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ماہ شعبان کا مہینہ بہت ہی محبوب اور پیارا تھا۔۔۔ آپ ماہ شعبان میں روزے رکھتے۔۔۔ بلکہ شعبان کے روزے اتنی کثرت سے رکھتے کہ اس کے روزے رمضان سے ملا دیا کرتے تھے۔
معلوم ہوا کہ محبوب رب کائنات ﷺ کو یہ ماہ مبارک اس قدر محبوب تھا کہ آپ کبھی تو اسے اپنا مہینہ کہہ کے پکارتے ہیں۔۔۔

کبھی اس کی برکتوں کے لیے خصوصی دعا فرماتے ہیں۔۔۔
 کبھی اس ماہ معظم کے مسلسل روزے رکھ کر۔۔۔ امت کو اس کی عظمتوں
 اور برکتوں سے آشنا کرتے ہیں۔۔۔ تاکہ آپ کی امت اس میں زیادہ سے زیادہ ذکر
 و فکر، عبادت و ریاضت اور صوم و صلوٰۃ کا اہتمام کر سکے۔

شب برأت کی عظمت: سامعین محترم!

ماہ شعبان میں ایک رات ایسی بھی آتی ہے جو بڑی عظمت اور بزرگی کی حامل
 ہے۔۔۔ قرآن وحدیث اور اکابرین امت نے اس کی فضیلت کو بڑے اہتمام کے
 ساتھ بیان فرمایا ہے۔۔۔ امت مسلمہ آج تک اس رات میں شب بیداری، ذکر و فکر اور
 عبادت و ریاضت کا التزام کرتی رہی ہے۔۔۔ اکابرین اہلسنت کا اس رات میں قیام،
 استغفار، تلاوت قرآن اور زیارت قبور کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے۔

حضرت عطاء بن یسار تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مامن ليلة بعد ليلة القدر افضل من ليلة نصف شعبان.

(لطائف المعارف ص ۱۴۵)

لیلۃ القدر کے بعد شعبان کی پندرہویں رات سب سے زیادہ فضیلت والی ہے۔
 آئیے! قرآن وحدیث کی روشنی میں اس رات کی شان و فضیلت کو ملاحظہ کریں۔
 تاکہ اس کی سعادتوں اور برکتوں سے بہرور ہو سکیں۔

نزول قرآن:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

انا انزلناہ فی لیلة مبارکة انا کنا منذرین فیہا یفرق کل امر
حکیم۔ (الدخان آیت ۳، ۴، ۵)

بے شک ہم نے قرآن کو برکت والی رات میں اتارا ہے، بے شک ہم
ڈرانے والے ہیں، اس رات میں ہر حکمت والا کام تقسیم کیا جاتا ہے۔
اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام بغوی بیان کرتے ہیں:
قال الجمهور ہی لیلة من النصف من شعبان۔

(معالم التنزیل ج ۳ ص ۹۰)

جمہور علماء و مفسرین کا قول ہے کہ ”لیلۃ مبارکہ“ سے مراد شب برأت ہے۔
غور فرمائیں!۔۔۔ قرآن مجید نے شب برأت کو ”مبارک رات“ کہہ کر یاد
کیا ہے جسے قرآن ”مبارک“ کہہ دے اس کی برکتوں کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟
ایک اشکال اور اس کا حل: سامعین مکرم!

اگر ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو کہ قرآن تو ”لیلۃ القدر“ میں نازل ہوا تھا اور ہم کہہ
رہے ہیں وہ شب برأت میں نازل ہوا۔ اس کا کیا مطلب ہے؟
تو یاد رکھیے! قرآن کا نزول ایک بار نہیں ہوا بلکہ تین بار ہوا ہے۔
۱..... پہلی بار اللہ تعالیٰ نے قرآن کو نقوش کی صورت میں لوح محفوظ پر ظاہر فرمایا۔
۲..... دوسری بار لوح محفوظ سے آسمان اول میں ”بیت العزۃ“ پر نازل ہوا۔
۳..... تیسری بار بیت العزۃ سے تیس سال کے عرصہ میں محبوب کریم ﷺ کے قلب
مقدس پر نازل ہوا۔ (الاتقان جلد ۱ صفحہ ۳۶، ۴۰، ۴۱)

سن لیا آپ نے؟۔۔۔ لوگ صرف یہی سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید صرف ایک بار نازل ہوا تھا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن تین بار نازل ہوا تھا۔۔۔

اور اب یہ بھی سماعت فرمائیں! کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف نازل کرنے کا ارادہ کیا تو اسی ”شب برأت“ میں نازل فرمایا۔

سبحان الله

چونکہ اس رات میں سب سے بڑی خیر و برکت کا نزول ہوا، تو یہ رات قیامت تک کے لیے لیلۃ مبارکہ یعنی ”برکت والی“ رات ہو گئی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

مبارک ہو مومنو! آئی شب برأت

رحمت خدا کی بن کر چھائی شب برأت

شب برأت کے چار نام:

اس رات کی برکتوں کی وجہ سے اس کے مشہور نام چار ہیں۔

(۱)۔۔۔ لیلۃ مبارکہ۔۔۔ برکت والی رات

(۲)۔۔۔ لیلۃ الرحمة۔۔۔ رحمت خداوندی والی رات

(۳)۔۔۔ لیلۃ الصک۔۔۔ دستاویز والی رات

(۴)۔۔۔ لیلۃ البراءة۔۔۔ دوزخ سے نجات والی رات۔

آخری جملہ یعنی ”لیلۃ البراءة“ کا معنی بنتا ہے ”شب برأت“۔

اور اس رات کا یہی نام عام طور پر مشہور و معروف ہے۔

شب برأت میں کیا ہے ہوتا: سامعین مکرم!

سماعت فرمائیں کہ اس رات میں کیا کیا فیصلے ہوتے ہیں نبی کریم ﷺ نے اپنی محبوبہ، زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما سے کو فرمایا:

هل تدرين ما في هذه الليلة۔

عائشہ!۔۔۔ جانتی ہو اس شعبان کی پندرہویں رات میں کیا ہوتا ہے؟

انہوں نے عرض کیا،

ما فيها يا رسول الله!.....

یا رسول اللہ! آپ ہی بتادیں کہ اس رات میں کیا ہوتا ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

فيها ان يكتب كل مولود بنى آدم في هذه السنة۔

سال میں جتنے لوگ پیدا ہونے والے ہیں ان سب کا نام اس رات میں لکھ لیا جاتا ہے۔

وفيه ترفع اعمالهم وفيها تنزل ارزاقهم۔ (مشکوٰۃ ص ۱۱۵)

تمام نسل انسانی کے سارے (سال کے) اعمال ایک اسی رات میں اٹھالیئے

جاتے ہیں اور ان کی (سال بھر کی) روزی بھی ایک اسی رات میں اتار دی جاتی ہے۔

دوسری روایت:

سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے:

ان الله تعالى ليطلع في ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه

الامشرك او مستاحن۔ (ایضاً)

بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو خصوصی تجلیات کا نزول فرماتا ہے، تو سوائے مشرک و کینہ پرور کے اپنے محبوب ﷺ کی ساری امت کی بخشش فرما دیتا ہے۔

تیسری روایت:

ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک اہل زمین کی عمریں طے کی جاتی ہے۔۔۔ انسان نکاح کرتا ہے۔۔۔ اس کے ہاں بچوں کا تولد بھی ہوتا ہے حالانکہ اس کا نام مردوں کی لسٹ میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔ (شعب الایمان ج ۲ ص ۳۸۶)

چوتھی روایت:

حضرت عطاء بن یسار علیہ الرحمۃ تابعی بیان کرتے ہیں۔ شعبان کی پندرہویں رات کو ایک صحیفہ ملک الموت کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اور اسے حکم دیا جاتا ہے کہ جن لوگوں کا نام اس فہرست میں درج ہے ان کی روحیں قبض کر لو!۔۔۔ سو کوئی بندہ باغوں میں درخت لگا رہا ہوتا ہے۔۔۔ کوئی شادی بیاہ کر رہا ہوتا ہے۔۔۔ کوئی یہ مکانات کی تعمیر میں مصروف ہوتا ہے۔۔۔ جبکہ اس کا نام مرنے والوں کی فہرست میں درج کیا جا چکا ہوتا ہے۔

(لطائف المعارف ص ۱۴۸، مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۳۱۷)

سامعین ذی وقار!..... ان روایات سے نتیجہ نکلا کہ شب برأت میں:

پورے سال کی فہرستیں تیار کر دی جاتی ہیں اور فیصلے ہو جاتے ہیں کہ:

اس سال میں کون مرے گا۔۔۔ کون پیدا ہوگا

کون بیمار ہوگا۔۔۔ کس کو صحت و شفا ملے گی
 دولت کے انبار کس کو ملیں گے۔۔۔ غربت و افلاس کس کا مقدر ہوگا
 عزت و آبرو کون حاصل کرے گا۔۔۔ ذلت و پستی کے عمیق گڑھے میں کون جا گرگا
 کس کو کتنا رزق ملے گا۔۔۔ اور کس کی روزی میں کمی آئے گی
 کون سفر سے بخیریت واپس لوٹے گا۔۔۔ اور۔۔۔
 کون راستے میں ہی اگلے جہاں پہنچ جائے گا
 حکومتوں کے تختے کیسے الٹیں گے۔۔۔ اور۔۔۔
 مسلمانوں کو کن کن گھمبیر مسائل سے دوچار ہونا پڑے گا۔
 اس طرح کے تمام اہم کام طے کیے جاتے ہیں
 ان کی فہرستیں بنا کر صاحب ڈیوٹی فرشتوں کو تھادی جاتی ہیں
 وہ ان کے مطابق جہاں کا کاروبار چلاتے ہیں

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کا مکاشفہ: محترم حضرات!

ہم لوگ تو مادیت زدہ ہیں۔۔۔ اس لیے ہماری نظروں پہ پردے پڑ چکے
 ہیں۔۔۔ اور ہمیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔۔۔ لیکن اللہ والے کشف کی نگاہ سے ان امور کا
 مشاہدہ فرما لیتے ہیں۔

جیسا کہ امام ربانی، مجدد و منور الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی
 سرہندی علیہ الرحمۃ کے متعلق منقول ہے کہ:

شعبان المعظم ۱۰۳۳ھ کی پندرہویں شب کو جب آپ حرم سرا میں تشریف

لے گئے۔۔۔ تو آپ کی اہلیہ صاحبہ کی زبان سے یہ جملہ نکل گیا کہ
 ”اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آج کس کا نام صفحہ ہستی سے مٹایا گیا ہے اور کس کا
 باقی رکھا گیا۔“

یہ سن کر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
 ”تم تو شک و شبہ میں یہ بات کہہ رہی ہو لیکن اس شخص کی کیا حالت ہوگی جو
 پچشم خود دیکھتا ہو کہ اس کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا ہے۔“ (زبدۃ المقامات ص ۲۸۵)
 اس جملے سے حضرت امام ربانی نے اپنی طرف اشارہ کیا ہے۔۔۔ یعنی آپ
 نے کشف سے اپنے متعلق ہونے والے فیصلے کو دیکھ لیا تھا۔۔۔ سبحان اللہ۔۔۔
 محترم سامعین!۔۔۔

آج رات فیصلے ہو رہے ہیں۔۔۔ قسمیں بدل رہی ہیں
 کام تقسیم ہو رہے ہیں۔۔۔ فہرستیں تیار کی جا رہی ہیں
 ذمہ داریاں سوچنی جا رہی ہیں
 ہمیں کیا خبر کہ ہمارا نام کس قسم کے لوگوں میں درج کیا جائے گا۔
 لوگو! لرز جاؤ! ہمت باندھو! اپنے مالک کی بارگاہ میں دست بدعا ہو جاؤ! ندامت
 و پشیمانی کے چند آنسو بہا لو! آج رحمت الہی جگہ جگہ ڈیرے جمائے کھڑی تمہاری منتظر
 ہے۔ خدا کے کرم کی بھیک مانگ لو!

سعادت و عزت والی زندگی اور ایمان پر خاتمہ مانگ لو!
 عمل صالح اور خشوع و خضوع کی دولت مانگ لو!

اللہ تعالیٰ اپنی خصوصی تجلیات کا نزول فرما رہا ہے
اور وہ تمہاری عرض پر ضرور کرم فرمائے گا۔

لوگو! غور سے سنو!۔۔۔ آج کیسا سائبندھا ہوا ہے:

نوری محفل پہ چادر تنی نور کی
نور پھیلا ہوا آج کی رات ہے
چاندنی میں ہیں ڈوبے ہوئے دو جہاں
کون جلوہ نما آج کی رات ہے
اور پھر اس رات کی برکتیں حاصل کرنے کی خاطر، اپنے ہاتھ اٹھا کر

مانگ لو!، مانگ لو! چشم تر مانگ لو!
دردِ دل اور حسنِ نظر مانگ لو!
سبز گنبد کے سائے میں گھر مانگ لو!
مانگنے کا مزہ آج کی رات ہے

شبِ برأت میں خصوصی نداء:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا كانت ليلة النصف من شعبان نادى مناد هل من مستغفر
فاغفر له هل من سائل فاعطيته فلا يسأل احد شيئا الا اعطى الا زانية
بفرجها او مشرك۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۳۸۳)

جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو ایک پکارنے والا پکارتا ہے:

کیا ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اس کی بخشش کر دوں

کیا ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کو عطا کر دوں

(یاد رکھو!) اس رات میں بارگاہ خداوندی سے جو بھی مانگا جائے، سوائے بدکار

عورت اور مشرک کے ہر ایک کو اس کی مراد و مقصود عطا کیا جاتا ہے۔

کیونکہ یہ بخشش و عطا کی رات ہے اس لیے جو مانگا جائے وہی ملتا ہے۔

رب قدیر بندوں سے کہتا ہے مانگ لو!

ہم نے اس لیے ہے بنائی شب برأت

اتمام شفاعت:

شب برأت کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے اس رات میں رسول اکرم ﷺ کو مکمل شفاعت کا اعزاز بخشا

ہوایوں کہ آپ ﷺ نے تیرہویں شب کو شفاعت کا سوال کیا۔۔۔ تو اللہ

تبارک و تعالیٰ نے تیسرا حصہ عطا فرمایا۔۔۔ پھر سوال کیا۔۔۔ تو چودھویں رات کو دو تہائی

شفاعت مکمل کر دی۔ اور پندرہویں رات کو مزید سوال کیا۔۔۔ تو مکمل شفاعت عطا

فرمادی۔ (تفسیر کبیر جزء ۲۷ ص ۲۳۸)

قیام و صیام کا اہتمام: سامعین، توجہ فرمائیں!۔۔۔ مزید سنئے!

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها۔

لوگو! جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو اسے غنیمت جانتے ہوئے

رات کو قیام کرو اور دن کے وقت روزہ رکھو!۔

فان الله ينزل فيها لغروب الشمس الى سماء الدنيا۔

پس بے شک اللہ تعالیٰ سورج غروب ہوتے ہی آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے۔ اپنی رحمتوں کو گنہگاروں کے قریب تر کر دیتا ہے۔ جگہ جگہ اپنے فضل اور کرم کے ڈیرہ لگا دیتا ہے۔

فيقول الا من مستغفر لي فاغفر له الا مسترزق فارزقه الا متبلى

فاعافيه الا كذا الا كذا حتى يطلع الفجر۔ (ابن ماجہ ص ۱۰۰)

پس وہ اپنے محبوب کی گنہگار مت سے فرماتا ہے: لوگو!

کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اسے بخشا چاہتا ہوں

کوئی مجھ سے رزق مانگنے والا ہے، میں اسے رزق عطا فرمانا چاہتا ہوں

ہے کوئی مصیبت میں مبتلا، میں اسے نجات دینا چاہتا ہوں

خدا یہ اعلان بخشش فرماتا رہتا ہے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی ہے

لوگ مانگتے ہوئے تھک جاتے ہیں، وہ دیتا ہوا نہیں تھکتا۔

مسلمانو!۔۔۔ خوش ہو جاؤ!۔۔۔ اپنے مالک کے حضور دست سوال دراز کرنے والو!۔۔۔

اور سارا سال مانگ مانگ کر اپنی عجز و نیاز مندی کا اظہار کرنے والو!

آؤ!۔۔۔ سنو!۔۔۔ پورا سال تم راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس کے سامنے ہاتھ پھیلا

پھیلا کر کہتے رہے ہو کہ مولیٰ!۔۔۔ یہ دے دے، وہ دے دے، آج اپنی سعادت

مندی۔۔۔ خوش بختی۔۔۔ اور بختاوی پر جھوم جاؤ۔۔۔ کیونکہ آج وہ خود اعلان فرما رہا

ہے کہ میرے بندو!۔۔۔ مانگو کیا مانگتے ہو!۔۔۔ کیا لینا چاہتے ہو؟۔۔۔ تمہیں کس چیز کی

ضرورت ہے؟ لو! میں تمہیں دینے آیا ہوں، لو! آؤ، میرے بندو! یہ لے لو، وہ لے لو!
گنہگارو!۔۔۔ اٹھو!۔۔۔ مانگو!۔۔۔ اتنا مانگو! کہ تمہارا مالک خوش ہو جائے!

مومنو! آج گنج سخا لوٹ لو!

لوٹ لو! اے مریضو! شفا لوٹ لو!

عاصیو! رحمت مصطفیٰ لوٹ لو!

باب رحمت کھلا آج کی رات ہے

اور پھر:

مانگ لو! مانگ لو! چشم تر مانگ لو!

درد دل اور حسن نظر مانگ لو!

سبز گنبد کے سائے میں گھر مانگ لو!

مانگنے کا مزہ آج کی رات ہے

نزول خداوندی: حضرات گرامی قدر!

یہاں ایک نکتہ بھی سمجھ لیجئے!۔۔۔

حدیث پاک کے الفاظ میں یہ جملہ بھی گزرا ہے کہ

”اللہ تعالیٰ پہلے آسمان پر نزول فرماتا ہے“

مجھے بتائیے!۔۔۔ کیا اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر پہلے نہیں ہوتا؟۔۔۔ ہوتا ہے۔ اور ضرور ہوتا

ہے۔ تو پھر آسمان اول پر آنے کا کیا مطلب ہے؟۔

اس جملے کا مفہوم یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ جسم، بدن، قالب وغیرہ سے پاک

ہے، اس لیے اس کے نزول سے مراد اس کی رحمت، تجلی، فضل، عنایت اور کرم بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بدن کے ساتھ آنے جانے سے پاک ہے۔

لیکن چونکہ میرے نبی کریم ﷺ جسم و بدن اور قامت و قالب رکھتے بھی ہیں۔ اس لیے آپ آتے جاتے ہیں۔۔۔ اور باوجود اس کے آپ حاضر و ناظر ہیں۔۔۔ کیونکہ آپ کا جسم مقدس ایک جگہ ہوتا ہے اور نگاہ نبوت ہر جگہ ہوتی ہے۔

اس بات کو ایک مثال سے سمجھنے کی کوشش کریں!

جیسے سورج ایک جگہ ہوتا ہے لیکن اس کی کرنیں ہر جگہ ہوتی ہیں، خواہ وہ

طلوع ہو رہا ہو یا چاشت کے وقت پر ہو

نصف النہار پر آجائے یا سہ پہر پر چلا جائے

وہ ہوتا ایک جگہ ہے، لیکن اس کی روشنی ہر جگہ ہوتی ہے

اسی طرح میرے حضور ﷺ

خواہ مکہ مکرمہ میں رہیں یا مدینہ طیبہ چلے جائیں

غار حرا میں ہوں یا غار ثور میں جا ٹھہریں

فرش پر رہیں یا عرش پر جا پہنچیں

لامکاں کی بلندیوں جا گزریں ہوں

یا پھر گنبد خضراء میں آرام فرما ہوں

آپ کا بدن مبارک ایک جگہ ہوتا ہے، لیکن نگاہ پاک ہر چیز کو ملاحظہ فرماتی ہے

یہ معنی ہے آپ کے حاضر و ناظر ہونے کا۔

شب بیداری: سامعین مکرم!

اس رات کی شب بیداری بھی مطلوب و مسنون ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات آجائے

قومو الیلھا۔ (ابن ماجہ ص ۱۰۰)

اس رات کو حالت قیام میں بسر کرو۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول پاک، صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا:

”جس نے پانچ راتوں کو زندہ کیا یعنی ان میں قیام اور عبادت و ریاضت کی

اور شب بیداری کے مزے لوٹے۔۔۔ تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ وہ

پانچ راتیں کون سی ہیں؟۔۔۔ سنو!۔۔۔

(۱) آٹھویں ذوالحجہ کی رات (۲) نوویں ذوالحجہ کی رات

(۳) عید الاضحیٰ کی رات۔ (۴) عید الفطر کی رات

(۵) پانچویں رات شعبان کی پندرہویں رات ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۵۲)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بیان کی ہوئی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

فقام فسجد لیلاً طویلاً حتی ظننت انه قبض۔

آپ نے قیام فرمایا، پھر اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں آپ کا

وصال تو نہیں ہو گیا۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۳۸۴)

اللہ اکبر!۔۔۔ کیسی شب بیداری اور قیام اللیل فرمایا رسول پاک ﷺ نے۔۔۔

تا کہ امت کے لیے نمونہ بن جائے اور وہ بھی اس رات کی رفعت کو جان سکیں!
کسی نے کیا خوب کہا ہے:

کرتے رہے عبادت، ریاضت تمام رات
خود مصطفیٰ ﷺ نے ایسے منائی شب برأت

زیارت قبور:

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور اپنا لباس اتار دیا۔۔۔ ابھی
تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ آپ نے لباس دوبارہ زیب تن فرمایا۔۔۔ مجھے غیرت آئی
کہ کہیں آپ دیگر ازواج مطہرات میں سے کسی اور کے پاس جا رہے ہیں۔۔۔ میں
آپ کے پیچھے نکل پڑی۔۔۔ جا کر دیکھا تو آپ جنت البقیع میں مؤمن مرد اور عورتوں
کے لیے، ایسے ہی شہداء کے لیے استغفار فرما رہے تھے۔۔۔ میں نے کہا:
میرے ماں باپ آپ پر قربان!۔۔۔ آپ تو خدا کے کام میں مشغول ہیں اور
میں دنیا کے کام میں لگی ہوں۔ میں وہاں سے واپس مڑی اور اپنے حجرے میں داخل ہو
گی۔۔۔ جلدی آنے سے میرا سانس پھول گیا۔۔۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ بھی مجھ
سے آملے۔۔۔ آپ نے فرمایا:

یہ سانس کیوں پھول رہا ہے، اے عائشہ؟۔۔۔ میں نے عرض کیا: حضور،
میرے والدین آپ پر نثار! آپ میرے پاس تشریف فرما ہوئے اور پھر جلدی سے
دوبارہ لباس پہن لیا۔ مجھے سخت غیرت ہوئی اور میں نے یہ گمان کیا کہ آپ کسی دوسری

زوجہ کے ہاں چلے گئے ہیں..... میری عرض سن کر آپ نے فرمایا:

اے عائشہ!۔۔۔ تو تمہارا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہاری حق تلفی کریں گے؟۔۔۔ (ہرگز نہیں، اصل بات یہ ہے کہ) جبریل علیہ السلام میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے۔۔۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ قبیلہ بنو کلب کی بکریوں سے بھی زیادہ گنہگاروں کو آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔۔۔ مگر مشرک، کینہ پرور، رشتے توڑنے والے، ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والے، ماں باپ کینا فرمان اور عادی شرابی کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرماتا۔

اس کے بعد فرمایا: عائشہ!۔۔۔ کیا تو مجھے آج رات قیام کرنے کی اجازت دیتی ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں، بے شک، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں!۔۔۔ پھر آپ نے قیام کیا، پھر سجدہ میں چلے گئے، اس قدر طویل سجدہ کیا کہ مجھے گمان ہوا کہ کہیں آپ کی روح مقدس پرواز نہ کر گئی ہو۔۔۔ میں آپ کے جسم مبارک کو چھونے لگی۔۔۔ میرے ہاتھ آپ کے تلووں سے مس ہوئے۔۔۔ تو آپ نے کچھ حرکت کی، تو میں خوش ہو گئی۔۔۔ اور میں نے سنا کہ آپ سجدہ کے دوران یہ دعا مانگ رہے ہیں: اَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ جَلًّا وَجْهَكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ۔

(شعب الایمان ج ۳ ص ۳۸۴)

پھر جب صبح ہو گئی تو میں نے آپ سے ان کلمات کا ذکر کیا۔۔۔ آپ نے فرمایا: انہیں سیکھ لو!۔۔۔ اور دوسروں کو سکھا دو!۔۔۔ بے شک یہ کلمات مجھے جبریل نے بتائے ہیں اور کہا ہے کہ میں انہیں سجدہ میں بار بار پڑھتا رہوں۔

سامعین محترم!۔۔۔

اس حدیث سے شب بیداری بھی ثابت ہو رہی ہے، اور عبادت و ریاضت بھی۔۔۔ ہمیں حضور ﷺ کے عمل مبارک سے شب برأت کی دعا بھی گئی۔۔۔ اس رات میں سیکھنے کا ثبوت بھی مہیا ہو گیا اور شب برأت کے موقع پر قبرستان جا کر اہل قبور کے لیے دعا کرنا بھی ثابت ہو رہا ہے۔ والحمد لله علیٰ ذلک۔

اس بات کو کسی نے شعر میں یوں بیان کیا ہے

سنت رسول ﷺ کی ہے زیارت قبور کی

کیچے کچھ ان کے حق میں بھلائی شب برأت

دعوت فکر: محترم سامعین حضرات!

اس بابرکت اور رفعت و شان والی رات سے ہمیں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے۔۔۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم دنیاوی دھندوں میں پڑے رہیں اور اس رات کی برکتیں ہم سے چھن جائیں۔

روایات سے ثابت ہے کہ جہاں اس رات میں مغفرت و بخشش کی بھیک سر عام تقسیم ہوتی ہے، وہاں کچھ لوگ اس کی برکات سے محروم بھی رہتے ہیں۔ مثلاً:

- (۱) شرک کرنے والا۔ (۲) کینہ پرور۔ (۳) ناحق کسی کو قتل کرنے والا۔
 - (۴) بدکار عورت۔ (۵) رشتے ناطے توڑنے والا۔ (۶) ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا۔ (۷) والدین کے نافرمان۔ (۸) عادی شرابی۔ (۹) لمبی مونچھوں والا۔ معاذ اللہ
- جب تک یہ لوگ توبہ نہ کریں انہیں معافی نہیں ملتی۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم گناہوں سے سچی توبہ کریں۔۔۔ حقوق معاف کرائیں۔۔۔
فرائض ادا کریں۔۔۔ ورنہ ساری رات جاگنے اور اللہ اللہ کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہ ہو
گا۔ کیونکہ:

اس طرف دھوم ہے اس طرف دھوم ہے
بد نصیبی ہے اس کی جو آج محروم ہے
پھر ملے گی یہ شب کس کو معلوم ہے
ہم پہ لطف خدا آج کی رات ہے

ہمیں اپنا محاسبہ خود کرنا چاہیے۔۔۔ رسومات اور فضول خرچی سے توبہ کرنی چاہیے۔۔۔
آج اس رات میں آتش بازی اور دوسری فضول باتیں سراسر شریعت کے خلاف
ہیں۔۔۔ ہمیں یہ چیز ترک کر دینی چاہئیں۔۔۔

ہمیں غور و فکر کرنا چاہیے کہ ہمارے آقا ﷺ نے شب برأت کس طرح بسر کی
ہے اور آج ہماری کیا حالت ہے۔۔۔ ہمارے نوجوان اور بعض عمر رسیدہ لوگوں کی بھی یہ
حالت ہے کہ:

چھوڑی ہوائیاں، خوب پٹانے چلائے ہیں

یاروں نے اس طرح سے منائی شب برأت

بارگاہ خداوندی میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رات کی مکاحقہ قدر کرنے کی توفیق
عطا فرمائے اور اسے سنت نبوی کے مطابق بسر کرنے کا جذبہ مرحمت فرمائے۔ آمین !

وما علینا الا البلاغ المبین۔

=====

جوترا بیان

فضیلت لیلة القدر

خطبہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ
اجمعین۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن
الرحیم۔ انا انزلناه فی لیلة القدر۔ وما ادراک مالیلة القدر۔ لیلة القدر
خیر من الف شهر۔ صدق اللہ العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم۔

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

حضرات محترم، معزز سامعین، برادران اہلسنت!

یوں تو پورا رمضان المبارک ہی برکتوں اور سعادتوں کا مہینہ ہے، لیکن اس کی
ایک رات جسے لیلة القدر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس کی عظمت کا اندازہ اس امر
سے کر لیا جائے کہ صرف اسی ایک رات کی قدر و منزلت بیان کرنے کیلئے قرآن مجید میں
پوری سورت القدر نازل ہوئی اسی رات میں قرآن مجید نازل ہوا، اس رات میں
فرشتوں اور جبریل امین کا نزول ہوتا ہے، اس ایک رات کو ہزار مہینوں (تو اسی سال اور
چار ماہ) سے بہتر قرار دیا گیا ہے اور یہ امت محمدیہ کیلئے خصوصی عطیہ ہے۔

لیلة القدر صرف امت محمدیہ کو عطا ہوئی:

..... حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ وہب لا متی لیلة القدر لم

يعطها من كان قبلهم۔ (تفسیر درمنثور ج ۶ ص ۳۷۱، کنز العمال ج ۸ ص ۵۳۶)
 نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میری امت کو عطا فرمائی ہے ان سے پہلے لوگوں کو عطا نہیں فرمائی۔

شان نزول:

لیلۃ القدر کیوں نازل ہوئی، اس کے متعلق اہل علم نے متعدد اور مختلف واقعات ذکر کیے ہیں، چند ایک درج ذیل ہیں:
 ۱..... امام مالک علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم أرى أعمار الناس قبله أو ما شاء الله من ذلك فكانه تقاصر أعمار أمته أن لا يبلغوا من العمل مثل الذي بلغ غيرهم في طول العمر فاعطاه الله ليلة القدر خير من ألف شهر۔

(موطا امام مالک ص ۲۶۰، تفسیر کبیر، مظہری وغیرہ)

بے شک رسول اللہ ﷺ کو پہلے لوگوں کی عمریں دکھائی گئیں، جو خدا نے چاہا تو آپ نے اپنی امت کی عمر کو کم سمجھا، کہ میری امت کے لوگ (اپنی تھوڑی عمر میں) ان لوگوں کے برابر عمل نہیں کر سکیں گے، جو وہ اپنی طویل عمر میں کریں گے۔ تو اللہ نے آپ کو ہزار مہینوں سے بہتر لیلۃ القدر عطا فرمائی۔

۲..... حضرت مجاہد علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں:

كان في بني اسرائيل رجل يقوم الليل حتى يصبح ثم يجاهد العدو بالنهار حتى يمسي ففعل ذلك ألف شهر فانزل الله هذه الآية ليلة القدر

خیر من الف شهر قیام تلك اللیة خیر من عمل ذالك الرج۔

(تفسیر ابن جریر ج ۳ ص ۱۲۷)

بنی اسرائیل میں ایک ایسا آدمی تھا جو رات کو قیام کرتا حتیٰ کہ صبح ہو جاتی، پھر دن کے وقت دشمن کے ساتھ جہاد کرتا حتیٰ کہ رات ہو جاتی، اس نے یہ عمل ہزار ماہ تک جاری رکھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، لیلة القدر ہزار ماہ سے بہتر ہے تو اس ایک رات کا قیام اس آدمی کے عمل (عبادت) سے بہتر ہے۔

۳..... حضرت مجاہد سے مروی ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

ان النبى صلى الله عليه وسلم ذكر رجلاً من بنى اسرائيل لبس السلاح فى سبيل الله الف شهر فعجب المسلمون من ذلك فانزل الله عز وجل انا انزلناه فى ليلة الى قوله خیر من الف شهر التی لبس ذالك الرجل فى سبيل الله الف شهر. (سنن کبریٰ ج ۴ ص ۳۰۶، تفسیر کبیر)

نبی کریم نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر کیا جس نے ایک ہزار ماہ خدا کے راستے میں ہتھیار پہنے رکھا اور (اور جہاد کرتا رہا) تو مسلمانوں کو اس کے اس عمل پر بڑا تعجب ہوا، پس اللہ تعالیٰ نے انا انزلنا فی لیلة القدر کو خیر من الف شهر تک نازل فرما کر بتا دیا کہ اس میں عبادت کرنا اس آدمی سے بہتر ہے جس نے ہزار ماہ جہاد کیلئے ہتھیار پہنا تھا۔

۴..... یہی روایت حضرت یحییٰ بن نوحؒ سے بھی مروی ہے

(تفسیر قرطبی ص ۱۳۲، ج ۱۰، جز ۲۶، تفسیر عزیزی ۳۰)

لیلۃ القدر رمضان المبارک میں:

لیلۃ القدر رمضان المبارک میں ہے کسی اور ماہ میں نہیں۔

اس پر قرآن وحدیث کی واضح تصریحات موجود ہیں

..... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا انزلنا فی لیلۃ القدر (القدر، ۱)

ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں اتارا ہے۔

..... دوسرے مقام پر فرمایا:

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن (البقرہ، ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے۔

دونوں آیتوں کو ملانے سے واضح ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک میں ہے، جس

میں قرآن مجید نازل کیا گیا ہے۔

..... حضرت عبادہ بن صامت ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے متعلق سوال

کیا:

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان (مسند احمد ج ۵ ص ۳۱۸)

تو آپ نے فرمایا: وہ رمضان میں ہے۔

..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا اسمع عن لیلۃ القدر

فقال ہی فی کل رمضان (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۹۷، مشکوٰۃ ص ۱۸۲)

رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے متعلق پوچھا گیا میں سن رہا تھا آپ نے فرمایا وہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔

..... حضرت زربن حبیش نے حضرت ابی بن کعب سے عرض کیا:

اخبرنی عن ليلة القدر يا ابا المنذر فان صاحبنا سئل عنها فقال
من يقيم الحول يصيبها فقال رحم الله ابا عبد الرحمان والله لقد علم انها في
رمضان۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۹۵)

اے ابو منذر! مجھے لیلۃ القدر کے متعلق خبر دیجئے! کیونکہ ہمارے دوست
(حضرت عبد اللہ بن مسعود) فرماتے ہیں جو پورا سال قیام کرے وہ اسے پالے گا (یعنی
ان کے خیال میں لیلۃ القدر پورے سال میں ہے) تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت ابو
عبدالرحمان پر رحم فرمائے، خدا کی قسم! وہ جانتے ہیں کہ بے شک وہ رمضان میں ہے۔

..... یہ روایت مسلم ج ۱ ص ۱۳۷ اور ترمذی ج ۱ ص ۹۸ پر بھی ہے

لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے میں لیلۃ القدر رمضان المبارک میں ہی
ہے اور حضور اکرم ﷺ نے ہم گنہگاروں پر مزید کرم فرماتے ہوئے اسکا تعین بھی فرمادیا
ہے کہ وہ رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے۔

..... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

ان رجالا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اروا لیلۃ القدر فی
المنام فی السبع الاواخر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اری رؤیا کم
قد تواطأت فی السبع الاواخر فمن كان متحريا فلينتحرها فی السبع
الاواخر۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۷۰، مسلم ج ۱ ص ۳۶۹، مشکوٰۃ ص ۱۸۱)

نبی کریم ﷺ کے کچھ صحابہ کو (رمضان کے) آخری ہفتہ میں لیلة القدر خواب میں دکھائی گئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب آخری سات راتوں کے موافق ہے، پس جو شخص لیلة القدر کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

۲..... ایک روایت میں ہے:

رای رجل ان لیلة القدر لیلة سبع وعشرين فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارؤیا کم فی العشر الاواخر فاطلبوها فی الوتر منها۔ (مسلم ج ۱ ص ۳۶۹)

ایک شخص نے رمضان کی ستائیسویں رات میں لیلة القدر کو خواب میں دیکھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب آخری دس دنوں میں واقع ہوا ہے، پس لیلة القدر کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

۳..... ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیلة القدر ان ناساً منکم قد اروا انها فی السبع الاول واری ناس منکم انها فی السبع الغوابر فالتمسوها فی العشر الغوابر۔ (مسلم ج ۱ ص ۳۶۹)

میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لیلة القدر کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگوں نے شب قدر کو (رمضان المبارک کے) ابتدائی سات دنوں میں دیکھا اور کچھ لوگوں نے آخری سات دنوں میں دیکھا، تم اس کو آخری دس دنوں میں تلاش کرو۔

۴..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ قال اريت ليلة القدر ثم ايقظني بعض اهلي فانسيتهافالتمسوها في العشر الغوابر۔ (مسلم ج ۱ ص ۳۶۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے خواب میں شب قدر دکھائی گئی پھر مجھے گھر کے کسی فرد نے جگایا اور میں بھول گیا اب اس کو آخری دس دنوں میں تلاش کرو۔

۵..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ ہر مہینہ کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کرتے تھے، پھر جب بیس راتیں گزر جاتیں اور اکیسویں شب کی آمد ہوتی تو آپ گھر جاتے اور آپ کے ساتھ جو صحابہ اعتکاف کرتے وہ بھی گھر جاتے پھر ایک ماہ آپ نے اسی رات میں اعتکاف کیا جس شب میں آپ پہلے گھر چلے جاتے تھے (یعنی اکیسویں رات میں اعتکاف فرمایا) آپ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ نے جو چاہا وہ احکام آپ نے لوگوں کو بیان کیے پھر آپ نے فرمایا پہلے میں اس (درمیانی) عشرے میں اعتکاف کرتا تھا پھر مجھ پر ظاہر ہوا کہ میں اس آخری عشرے میں اعتکاف کروں جو شخص میرے ساتھ بیٹھا ہے وہ اپنے اعتکاف کی جگہ میں رات بسر کرے، مجھے شب قدر دکھائی گئی تھی پھر بھلا دی گئی

فالتمسوها في العشر الاواخر في كل وتر۔

(مسلم ج ۱ ص ۳۶۹، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۹۶)

تم اسے رمضان المبارک کے آخری عشرے کی ہر طاق رات میں تلاش کرو۔

۶..... ایک روایت میں ہے:

رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا، پھر ایک ترکی خیمہ میں رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا، جس کے دروازے پر

چٹائی لگی ہوئی تھی۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے وہ چٹائی ہٹائی اور خیمہ کے ایک کونے میں کر آواز دی، پھر خیمہ سے سر باہر نکالا اور لوگوں سے مخاطب ہوئے لوگ آپ کے قریب ہو گئے، آپ نے ان سے فرمایا: میں اس رات کی تلاش میں پہلے عشرے میں اعتکاف کرتا تھا، پھر میں درمیانی عشرہ میں بیٹھا، پھر میرے پاس کوئی (فرشتہ) آیا میری طرف وحی کی گئی کہ یہ (لیلۃ القدر) آخری عشرے میں ہے تم میں سے جس شخص کو پسند ہو تو وہ اعتکاف کرے، لوگوں نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا آپ نے فرمایا میں نے شب قدر کو طاق راتوں میں دیکھا ہے۔ (مسلم ج ۱ ص ۳۷۰، مشکوٰۃ ص ۱۸۱)

۷..... ایک روایت میں یوں ہے:

رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا جس میں آپ لیلۃ القدر کا علم دیئے جانے سے پہلے اس کو تلاش کرتے تھے۔ جب درمیانی عشرہ مکمل ہو گیا تو آپ نے خیمہ کو کھولنے کا حکم دیا پھر آپ کو علم دیا گیا کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہے آپ نے خیمہ لگانے کا حکم دیا پھر آپ صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دینے آیا تھا، پھر دو شخص لڑتے ہوئے آئے جن کے ساتھ شیطان تھا پھر میں اس کو بھول گیا، اب یہ رات رمضان کے آخری عشرے کی نویں، ساتویں، اور پانچویں رات میں ڈھونڈو۔ (مسلم ج ۱ ص ۳۷۰، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۹۶)

۸..... ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قال رسول الله ﷺ تحرو ليلة القدر في العشر الاواخر من رمضان -
(بخاری ج ۱ ص ۲۷۱، مسلم ج ۱ ص ۳۷۰، ترمذی ج ۱ ص ۹۸، مشکوٰۃ ص ۱۸۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔

۹..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال التمسوها فی العشر الاواخر
من رمضان فی تاسعة تبقى وفي سابعة تبقى وفي خامسة تبقى -

(ابوداؤد ج ۱ ص ۱۹۶، بخاری ج ۱ ص ۲۷۱، مشکوٰۃ ص ۱۸۱)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی جب نو (9) راتیں
باقی رہ جائیں (اکیسویں رات میں) اور سات راتیں باقی رہ جائیں (ستاہیسویں رات
میں) اور جب پانچ راتیں باقی رہ جائیں تو (پچیسویں رات میں) تلاش کرو۔
۱۰..... حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول التمسوها یعنی لیلة
القدر فی تسع یقین وفي سبع یقین او فی خمس یقین او ثلث او اخر لیلة -
(ترمذی ج ۱ ص ۹۸، مشکوٰۃ ص ۱۸۲)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ لیلة القدر کو (رمضان المبارک کے آخری عشرے
کی) نویں رات، ساتویں رات، پانچویں رات، تیسری رات یا آخری رات میں تلاش
کرو۔ یعنی 21 ویں، 23 ویں، 25 ویں، 27 ویں، 29 ویں رات میں۔
۱۱..... حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیخبرنا بلیلة القدر فتلاخی
رجلان من المسلمین فقال خرجت لاخبرکم بلیلة القدر فتلاخی فلا ن
وفلان فرفعت وعسلی ان یكون خیر الکم فالتمسوها فی التاسعة والسابعة
والخامسة۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۷۱، مشکوٰۃ ص ۱۸۲)

نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تاکہ ہمیں لیلة القدر کی خبر دیں تو دو مسلمان لڑ رہے تھے تو آپ نے فرمایا میں تمہیں لیلة القدر کی خبر دینے آیا تھا جبکہ فلاں اور فلاں جھگڑ رہے تھے اس لیے اسکا تعین اٹھا لیا گیا ہے لہذا تم اسے (آخری عشرے کی) نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔

۱۲..... حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے:

انه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ليلة القدر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان فالتمسوها في العشر الاواخر فانها في وتر في احدى وعشرين او ثلاث وعشرين او خمس وعشرين او سبع وعشرين او تسع وعشرين اوفي آخر ليلة -

(مسند احمد ج ۵ ص ۳۱۸، طبرانی کبیر، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۷۵)

انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے لیلة القدر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا وہ رمضان میں ہے، تم اسے رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو، ۲۱ ویں، ۲۳ ویں، ۲۷ ویں، ۲۹ ویں یا آخری رات میں ڈھونڈو۔

ان روایات سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ لیلة القدر رمضان المبارک کی ہی آخری دس طاق راتوں میں ہے۔

ستائیسویں رات کے لیلة القدر ہونے پر قرآن:

لیلة القدر رمضان المبارک کی کوئی رات ہے، اسکے متعلق اہل علم کے اقوال کافی مختلف ہیں تاہم جمہور امت کا رجحان ستائیسویں رات کی طرف ہے۔

..... حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

اکیسواں قول یہ ہے کہ یہ رمضان کی ستائیسویں رات ہے، یہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا قول ہے امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ اور بعض شافعیہ سے بھی یہی روایت ہے اور جمہور علماء کا بھی یہی نظر یہ ہے فتح الباری ج ۳ ص ۲۶۶

..... حضرت زر بن حبیش تابعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سألت ابي ابن كعب فقلت ان اخاك ابن مسعود يقول من يقيم الحول يصب ليلة القدر فقال رحمه الله اراد ان لا يتكل الناس اما انه قد علم انها في رمضان وانها في العشر الاواخر وانها ليلة سبع وعشرين ثم حلف لا يستثنى انها ليلة سبع وعشرين.. الحديث۔

(مسلم ج ۱ ص ۳۷۰، ترمذی ج ۱ ص ۹۸، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۹۵، مشکوٰۃ ص ۱۸۲)

میں نے حضرت ابی بن کعب سے عرض کیا آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جو آدمی پورے سال میں رات کو قیام کرے گا وہ لیلۃ القدر کو پالے گا (یعنی لیلۃ القدر پورے سال کی کوئی ایک رات ہے) آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے انکا ارادہ تھا کہ کہیں لوگ (صرف رمضان المبارک کی راتوں پر ہی) اکتفا نہ کر لیں (اور قیام چھوڑ دیں) ورنہ وہ جانتے ہیں کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک میں ہے اور اس کے آخری عشرے میں ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے، پھر حضرت ابی بن کعب نے مضبوط قسم اٹھائی کہ وہ یقیناً رمضان المبارک کی ۲۷ ویں رات ہے۔

۲..... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عن النبی ﷺ فی ليلة القدر قال ليلة القدر ليلة سبع وعشرين۔

(ابوداؤد ج ۱ ص ۱۹۷، صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۴۳۷، سنن کبریٰ ج ۴ ص ۳۱۲، معجم کبیر ج ۱۹ ص ۳۰۱)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے۔

۳..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

میں حضرت عمرؓ کے پاس تھا اس وقت دیگر صحابہ کرام بھی انکے ہاں موجود تھے آپ نے ان سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے میں تلاش کرو، تمہارا اس کے متعلق کیا خیال ہے کہ وہ کوئی رات ہو سکتی ہے؟ بعض نے کہا کہ وہ اکیسویں رات ہے، بعض نے تیئسویں رات، بعض نے پچیسویں اور بعض نے ستائیسویں رات کے متعلق اظہار خیال کیا، میں خاموش بیٹھا رہا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا وجہ ہے آپ کیوں نہیں بولتے؟ میں نے عرض کیا: آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ جب وہ بات مکمل نہ کر لیں، تم نہ بولنا، آپ نے فرمایا: میں نے آپ کو اسی لیے پیغام بھیجا تھا کہ آپ بھی کچھ بولیں، تب حضرت ابن عباس نے کہا:

انی سمعت اللہ يذكر السبع فذكر سبع سموت ومن الارض
مثلهن وخلق الانسان من سبع ونبت الارض سبع فقال عمر هذا اخبر تنی
ما اعلم ارأيت مالا اعلم قولك نبت الارض سبع قال قلت قال الله عز وجل
انا شققنا الارض شقا فانبتنا فيها حبا وعنبا وقضبا وزيتونا ونخلا وحدائق
غلبا وفاكهة وابا۔ قال فالحوائق غلب الحيطان من النخل والشجر
وافاكهة وابا فالاب ما نبت الارض مما ياكل الدواب والانعام ولا ياكله
الناس فقال عمر لا صحابه اعجزتم ان تقولوا كما قال هذا الغلام الذي لم
شؤن رأسه والله اني لارى القول كما قلت۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۳۳۰)

میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات کا ذکر فرمایا ہے (گویا سات کا عدد اس کا پسندیدہ ہے) چنانچہ اس نے سات آسمانوں اور سات زمینوں کا ذکر فرمایا۔ اور انسان کو سات درجات میں پیدا فرمایا۔ اور زمین کی جڑی بوٹیاں سات ہیں (لہذا شب قدر بھی آخری عشرے کے ساتویں عدد یعنی ستائیسویں رات کو ہے) حضرت عمر ؓ نے فرمایا جو چیزیں آپ نے ذکر کی ہیں ان کا تو ہمیں علم ہے، میرے علم میں آپ کی یہ بات نہیں آئی کہ زمین کی جڑی بوٹیاں بھی سات ہیں۔ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے زمین کو پھاڑا، تو ہم نے اسمیں غلہ اور انگور اور ترکاری اور زیتون، اور کھجور اور گنجان باغ، اور میوے اور چارہ پیدا کیا، میں نے کہا، حدائق سے مراد کھجوروں، درختوں اور میووں کے گنجان باغات ہیں۔ اور اب سے مراد زمین سے نکلنے والا چارہ ہے، جسے جانور کھاتے ہیں، اور انسان نہیں کھاتے۔ حضرت عمر ؓ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: جو بات اس بچے نے کی ہے، جس کے سر پر بال بھی مکمل نہیں ہو پائے، تم وہ بات کہنے سے عاجز رہے۔ اور بخدا میرا بھی یہی خیال ہے جو انہوں نے کہا ہے۔

۴..... حضرت ابن عباس کی ایک روایت میں ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں، سات آسمان (ہفتہ کے) سات دن بنائے۔ زمانہ بھی سات کے عدد میں گھومتا ہے انسان کی تخلیق بھی سات درجات میں فرمائی۔ انسان سات زمینی چیزیں کھاتا ہے سات اعضاء پر سجدہ کرتا ہے طواف میں سات چکر ہیں اور شیاطین کو سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ (فضائل الاوقات للبیہقی ص ۲۴۳)

۵..... اور دوسری روایت میں ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے سبع مثانی (سورہ فاتحہ کی سات آیتیں) عطا فرمائی، جن عورتوں سے

اللہ تعالیٰ نے نکاح حرام کیا وہ بھی سات قسم پر ہیں، قرآن مجید میں سات قسم کے لوگوں کے حصے بیان فرمائے ہیں اور صفا و مروہ کے بھی چکر سات ہی ہیں۔ (درمنثور)

۶..... امام رازی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابن عباس کا یہ قول بھی نقل فرمایا ہے کہ:
لیلة القدر کے حرف نو ہیں اور یہ لفظ قرآن مجید میں تین بار ذکر کیا گیا ہے جن کا حاصل ضرب ستائیس ہے اس لیے یہ رات ستائیسویں شب ہے۔

(تفسیر کبیر ج ۳۲ ص ۳۰)

۷..... حضرت عبدہ بن ابی لہابہ تابعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو سمندر کا پانی چکھا تو وہ نہایت شریں تھا۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۳۳۲)

۸..... امام رازی لکھتے ہیں:

حضرت عثمان ابن ابوالعاص کا ایک غلام تھا جو سال ہا سال سے جہازوں کی ملاجی کرتا تھا ایک دن اسے کہنے لگا کہ دریا کے عجائبات میں ایک چیز میرے تجربے میں آئی ہے کہ میری عقل حیران ہے کہ دریا کے شور کا پانی سال میں ایک رات میٹھا ہو جاتا ہے، حضرت عثمان نے فرمایا کہ جب وہ رات آئے تو مجھے بتانا، تاکہ میں معلوم کروں کہ وہ کونسی رات ہے اور اسکی عظمت کیا ہے اس نے رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کے متعلق کہا کہ یہ وہی رات ہے (تفسیر کبیر)

۹..... یہ واقعہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں بھی درج کیا ہے اور کہا ہے کہ صحیح روایات میں آیا ہے کہ یحییٰ بن ابی میسرہ بیان کرتے ہیں:

میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو بیت اللہ کا طواف کیا مجھے

دکھائی دیا کہ فرشتے فضا میں بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں (یعنی یہی لیلة القدر ہے) کیونکہ اسی رات فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۳۳۴)

۱۰..... ابو عثمان الزاہد کہتے ہیں میں نے ابو محمد مصری کو مکہ مکرمہ میں بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ میں مصر کی ایک مسجد میں معتکف تھا میرے پاس ابو علی اللعلکی تشریف لائے تھے، مجھے نیند آگئی میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور فرشتے تکبیر و تہلیل کرتے ہوئے اتر رہے ہوں چنانچہ میں بیدار ہوا اور جی میں کہنے لگا کہ آج کی رات ضرور لیلة القدر محسوس ہوتی ہے یہ ستائیسویں رات کی بات ہے۔

(فضائل الاوقات ص ۲۴۹)

۱۱..... امام فخر الدین رازی علیہ الرحمة لکھتے ہیں:

قرآن مجید کی سورۃ القدر میں ہی حتی مطلع الفجر میں ہی ضمیر لیلة القدر کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ اس سورت کا ستائیسواں کلمہ ہے اس اشارے سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ لیلة القدر رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہے۔

(تفسیر کبیر ج ۳۲ ص ۳۰)

شب قدر کو مخفی رکھنے کی حکمت:

اگر شب قدر کو مخفی بھی مان لیا جائے تو اس کی متعدد وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں کو اپنی حکمتوں کی وجہ سے مخفی رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ بندے پر کس عبادت سے راضی ہوا اسے مخفی رکھا، کس گناہ سے ناراض ہوا اسے مخفی رکھا، تاکہ بندہ ہر عبادت میں کوشش کرے اور ہر گناہ سے بچے۔

ولی کی علامت کو مقرر نہیں کیا گیا اسے مخفی رکھا تاکہ انسان ہر نیکو کار کی تعظیم

کرتے قبولیت توبہ کو پوشیدہ رکھتا کہ بندہ مسلسل توبہ کرتا رہے۔

موت اور قیامت کے وقت کو چھپائے دکھاتا کہ بندہ ہر گھڑی گناہوں سے باز رہے اور نیکی کی کوشش کرے اور اسی طرح لیلة القدر کو مخفی رکھنے کی یہ حکمت ہے کہ لوگ رمضان المبارک کی ہر رات کو لیلة القدر سمجھ کر اس کی تعظیم کریں اور اس کی ہر رات میں جاگ جاگ کر عبادت کریں۔ (تفسیر کبیر ج ۳۲ ص ۲۸)

شب قدر کے فضائل:

شب قدر کی فضیلت و اہمیت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے پوری سورۃ القدر کو نازل فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا انزلناہ فی لیلة القدر ۝ وما ادراک مالیلة القدر ۝ لیلة القدر خیر من الف شهر ۝ تنزل الملائکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر ۝ سلام ہی حتی مطلع الفجر ۝ (القدر)

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ لیلة القدر کیا ہے؟ لیلة القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس میں فرشتے اور روح (جبریل) اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں، ہر اس سلامتی والی ہے، وہ فجر کے طلوع ہونے تک ہے۔

احادیث مبارکہ:

حضور اکرم ﷺ کے چند ارشادات درج ذیل ہیں

۱..... حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ایماناً واحتساباً

غفر له ماتقدم من ذنبه و من قام ليلة القدر ايمانا واحتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۷۰، مسلم ج ۱ ص ۲۵۹، مشکوٰۃ ص ۱۷۳)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھے، اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور جس نے لیلة القدر میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اسکے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔
۲..... حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فمن فامها ابتغاءها ايمانا واحتسابا ثم وفقت له غفر له ماتقدم من ذنبه وما تأخر۔ (مسند احمد ج ۵ ص ۳۱۸، طبرانی کبیر، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۷۵)
جس نے شب قدر کو تلاش کرتے ہوئے ایمان اور ثواب کی نیت سے اس میں قیام کیا پھر وہ اسے دی بھی گئی تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں
۳..... حضرت سلمان فارسی ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شهر فيه ليلة خير من الف شهر الحديث -

(مشکوٰۃ ص ۱۷۴، شعب الایمان ج ۷ ص ۲۱۶)

اس ماہ میں ایک ایسی رات (لیلة القدر) ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

۴..... ایک روایت میں ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليلة القدر في العشر البواقی من قامهن ابتغاء حستبهن فان الله تبارك وتعالى يغفر له ماتقدم من ذنبه وما تأخر الحديث۔ (مسند احمد ج ۵ ص ۳۲۴، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۷۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیلة القدر آخری عشرے میں ہے جو ان میں ثواب کی

نیت سے قیام کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے گا۔

نزول ملائکہ:

اس رات میں فرشتے اور حضرت جبرائیل امین کا خصوصی نزول ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

تنزل الملائكة والروح فيها باذن ربهم من كل امر سلام الآيه۔ (القدر)

یعنی اس رات میں فرشتے اور جبریل اپنے رب کے اذن سے ہر کام کی

سلامتی لے کر اترتے ہیں۔

۱..... حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان ليلة القدر نزل جبريل

عليه السلام في كبكبة من الملائكة يصلون على كل عبد قائم او قاعد يذكر

الله عز وجل (الحديث)۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۳۴۳، مشکوٰۃ ص ۱۸۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب لیلة القدر ہوتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کے

جھرمٹ میں اترتے ہیں اور ہر اس بندے پر رحمت کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے خدا کا

ذکر کرتا ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی طویل روایت میں ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا كانت ليلة القدر يا مر الله عز وجل جبرائيل عليه السلام فيهبط

في كبكبة من الملائكة ومعهم لواء اخضر فيركضوا اللواء على ظهر الكعبة

ولہ مائۃ جناح منها جناحان لا ینشرهما الا فی تلك اللیۃ فینشرهما فی تلك اللیۃ فیجاوزان المشرق الی المغرب فیحث جبرائیل علیہ السلام الملائکۃ فی هذه اللیۃ فیسلمون علی کل قائم وقاعد ومصل وذاکر ویصافحو نهم ویؤ منون علی دعائهم حتی یطلع الفجر فاذا اطلع الفجر ینادی جبرائیل علیہ السلام معاشر الملائکۃ الرحیل الرحیل فیقولون یا جبرائیل فما صنع اللہ فی حوائج المومنین من امة احمد صلی اللہ علیہ وسلم فیقول نظر اللہ الیہم فی هذه اللیۃ فعفا عنهم وغفر لهم الا اربعة فقلنا یا رسول اللہ من ہم قال رجل مدمن خمر وعاق لوالدیہ وقاطع رحم ومشاحن قلنا یا رسول اللہ ما المشاحن قال هو المصارم -

(الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۰۱، فضائل الاوقات ص ۲۵۱)

جب لیلة القدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرماتا ہے، تو وہ فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین کی طرف نزول فرماتے ہیں، ان کے پاس سبز جھنڈا ہوتا ہے، جسے وہ کعبہ کی چھت پر نصب کرتے ہیں اور حضرت جبرئیل کے سو پر ہیں، جن میں دو پر ایسے ہیں، جنہیں وہ صرف اس رات میں کھولتے ہیں تو وہ مشرق سے مغرب تک دراز ہو جاتے ہیں پھر جبرئیل اس رات فرشتوں کو ابھارتے ہیں کہ وہ ہر کھڑے، بیٹھے، نماز پڑھنے والے اور ذکر کرنے والے کیلئے سلامتی کی دعا کریں اور ان سے مصافحہ کریں، تو وہ ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں فجر طلوع ہونے تک، پس جب فجر طلوع ہو جاتی ہے تو جبرئیل پکارتے ہیں، اے فرشتو! کوچ کرو، کوچ کرو، تو وہ پوچھتے ہیں: اے جبرئیل اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کی حاجات کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا ہے جبرئیل کہتے ہیں اللہ

تعالیٰ نے اس رات میں انہیں نظر رحمت سے دیکھا ہے اور انہیں معاف کر دیا اور بخش دیا ہے، سوائے چار افراد کے ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ چار افراد کون سے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: شراب کا عادی، والدین کا نافرمان رشتے توڑنے والا اور مشاحن ہم نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! مشاحن کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا مصارم یعنی کینہ پرور۔

۳..... ایک روایت کے مطابق یہ ہے کہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام اس رات عبادت کرنے والے ایمانداروں سے مصافحہ بھی کرتے ہیں جسکی نشانی یہ ہے کہ دل نرم پڑ جاتے ہیں، آنکھیں بہہ جاتی ہیں اور رو نگلٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۳۵)

۴..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک طویل روایت کا ترجمہ درج ذیل ہے:

جب لیلة القدر آتی ہے اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل کو حکم فرماتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے ساکنوں کو اپنے ساتھ لے کر زمین کی طرف چلے جاؤ، چنانچہ وہ سات ہزار فرشتے نور کے نیزے لے کر زمین پر نازل ہوتے ہیں تو حضرت جبرئیل اپنا جھنڈا زمین پر گاڑ دیتے ہیں اور فرشتے چار مقامات پر اپنے نیزے نصب کرتے ہیں، کعبہ کے قریب، روضہ نبوی کے قریب، مسجد اقصیٰ کے قریب اور مسجد طور سینا کے قریب پھر حضرت جبرئیل فرشتوں سے فرماتے ہیں: بکھر جاؤ، وہ پھیل جاتے ہیں اور کوئی مکان، کوئی حجرہ، کوئی گھر اور کوئی کشتی ایسی نہیں چھوڑتے جس میں کوئی مومن مرد یا عورت ہو مگر اس تک پہنچ جاتے ہیں، ہاں جس گھر میں کتا، سور، شرابی زانی یا تصویر ہو وہاں نہیں جاتے۔ وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تقدیس اور تکبیر کرتے رہتے ہیں اور امت محمدیہ کیلئے دعائے بخشش۔ جب فجر کا وقت ہوتا ہے تمام فرشتے آسمان طرف چلتے ہیں آسمان دنیا (پہلے آسمان) کے

فرشتے ان کا استقبال کرتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ضروریات کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے؟ حضرت جبریل فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بخش دیا ہے اور ان کی شفاعت سے گناہ گاروں کو معاف فرمانے کا وعدہ کیا ہے یہ سن کر آسمان دنیا کے فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس اور حمد و ثنا بلند آواز سے کرتے ہیں اور اس امت کو جو بخشش اور رضا مندی نصیب ہوتی ہے اس پر اسکا شکر ادا کرتے ہیں پھر وہ اگلے آسمان والے فرشتوں کے پاس جاتے ہیں اور وہ ان کا استقبال کرتے ہیں اسی طرح ساتوں آسمانوں پر استقبال ہوتا ہے اور نعمت خداوندی کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ بعد ازیں حضرت جبریل فرماتے ہیں تمام فرشتے اپنی اپنی جگہوں پر چلے جاؤ چنانچہ وہ اپنے اپنے مقامات پر چلے جاتے ہیں اور سدرۃ المنتہی کے فرشتے بھی اپنی جگہ چلے جاتے ہیں، سدرہ المنتہی کے فرشتے دریافت کرتے ہیں تم کہاں تھے؟ وہ پہلے آسمان والے فرشتوں کی طرح کا جواب دیتے ہیں تو وہ بھی خدا کی تسبیح و تقدیس اور حمد و ثناء میں اپنی زبانیں حرکت میں لاتے ہیں اور بلند آواز سے یہ عمل بجالاتے ہیں، ان کی آوازوں کو جنت الملائی کے فرشتے سن لیتے ہیں، پھر جنت نعیم، جنت عدن، جنت فردوس اور پھر عرش الہی ان کی آوازیں سنتا ہے اور اللہ کی تسبیح و تقدیس اور حمد و ثناء میں اپنی آواز بلند کرتا ہے اور نعمت خداوندی پر شکر بجالاتا ہے، اللہ تعالیٰ خوب جاننے کے باوجود فرماتا ہے، اے میرے عرش! تو اپنی آواز کو کیوں بلند کرتا ہے؟ وہ عرض کرتا ہے مولا! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو نے امت محمدیہ کے عبادت گزاروں کو بخش دیا ہے، اور ان کی شفاعت کو گناہ گاروں کے حق میں قبول فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے عرش تو نے سچ کہا، امت محمدیہ کیلئے میرے پاس نوازش اور انعام و اکرام کی اس قدر کثیر چیزیں ہیں، جو

نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گذرا۔
(تفسیر مجمع البیان ج ۱۰ ص ۵۲۰، روح المعانی ج ۱۵ ص ۳۲۲، تفسیر قرطبی ج ۱۰ ص ۱۳۷ جز ۲۰۶)

شب قدر کی خصوصی دعا:

لیلۃ اللہ کی اصل عبادت قیام، یعنی نماز ہے اس لیے اس رات زیادہ سے زیادہ نوافل پڑھنے اور توبہ و استغفار میں کوشش کرنی چاہیے، بعض صالحین نے اس رات کی عبادت کے مخصوص طریقے بتائے ہیں، مختلف نوافل ذکر کیے ہیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اگر میں لیلۃ القدر کو پا لوں، تو کونسی دعا مانگوں؟
آپ نے فرمایا یہ دعا مانگنا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ۔

(مسند احمد ج ۶ ص ۲۰۸، المستدرک ج ۱ ص ۵۳۰، ترمذی ج ۲ ص ۱۹۱، ابن

ماجہ ص ۲۸۲، شعب الایمان ج ۳ ص ۳۳۹)

اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، تو مجھے بھی معاف فرما!

شب قدر کی علامت:

بعض روایات میں شب قدر کی چند علامات بیان کی گئی ہیں۔ چنانچہ:

۱..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ: یہ ایک نرم، چمکدار رات ہے نہ گرم نہ سرد، اسکی صبح کو سورج کمزور اور سرخ طلوع ہوتا ہے۔

(شعب الایمان ج ۳ ص ۲۴۰، ابن خزیمہ ج ۳ ص ۳۳۱)

۲..... حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

وہ چمکدار کھلی ہوتی ہے، صاف و شفاف اور معتدل، نہ گرم نہ سرد گویا اس میں چاند کھلا ہوا ہے اور اس کے بعد کی صبح کو سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے بالکل برابر، نکیہ کی طرح، جیسا کہ چودھویں رات کا چاند، شیطان اس دن کے سورج کیساتھ نہیں نکل سکتا۔ (مسند احمد ج ۵ ص ۳۲۴، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۷۵)

۳..... حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی ہے کہ اسکی صبح کو سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم ج ۱ ص ۳۷۰، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۹۵، ترمذی ج ۱ ص ۹۸، مشکوٰۃ ص ۱۸۲)

شب قدر سے محروم لوگ:

لیلة القدر خدا کا عظیم انعام ہے، اسے پانے کی کوشش کرنی چاہیے، اس سے محرومی بہت بڑی بے برکتی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ماہ میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے

من حرمها فقد حرم الخیر کلہ ولا یحرم خیرھا الا کل محروم۔

(ابن ماجہ ص ۱۲۰، مشکوٰۃ ص ۱۷۳)

جو اس رات سے محروم ہو گیا وہ ہر طرح کی بھلائی سے محروم ہوا اور اس کی بھلائی سے بالکل بے نصیب ہی محروم ہوتا ہے۔

روایات میں موجود ہے کہ عادی شراب خور، والدین کا نافرمان، رشتے ناٹے توڑنے والا اور کینہ پرور اس سے محروم رہتا ہے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، وما علینا الا البلاغ المبین۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
 جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
 جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ اُن کی آنکھوں
 جلتے بجھا دیے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں
 اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
 تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلادئے ہیں
 اُن کے ثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
 جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
 ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اُٹھتے ہوں گے؟
 اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں
 میرے کرم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
 دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں
 اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
 رورو کے مصطفیٰ (ﷺ) نے دریا بہا دیئے ہیں
 ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
 جس سمت آگئے ہو سکے بیٹھا دیئے ہیں

پانچواں بیان

چند مخصوص راتیں

خطبہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله النبي الكريم وعلى
آله واصحابه اجمعين اما بعد! فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله
الرحمن الرحيم - والفجر وليال عشر - صدق الله العظيم وصدق رسوله
النبي الكريم

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

وعلى الك واصحابك يا حبيب الله

محترم سامعین! اللہ تعالیٰ کی ہر بنائی ہوئی چیز میں بہت ساری حکمتیں کارفرما ہیں۔ اس کی
ہر نعمت ہی باعث برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے رات بھی ایک بہت بڑی
نعمت ہے۔ ہر رات ہی اپنی جگی با برکت ہے۔ لیکن کچھ راتوں کے مخصوص فضائل بھی
بیان کیئے گئے ہیں۔ اختصار کے ساتھ ان کا ذکر پیش خدمت ہے۔

ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والفجر وليال عشر والشفع والوتر واللیل اذا یسر۔ (الفجر، اتا ۴)

ترجمہ: فجر کی قسم۔ دس راتوں کی قسم۔ جفت کی قسم۔ طاق کی قسم۔ رات کی قسم
جب وہ گزرنے لگے۔

حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ نے حضرت علی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد، عکرمہ،

سدی اور محمد بن کعب علیہم الرحمة سے بیان کیا ہے:

المراد به فجر يوم النحر خاصة۔

اس آیت میں ”الفجر“ سے دس ذوالحجہ کی فجر مراد ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۴۴۹ قدیمی کتب خانہ)

اور دس راتوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

واللیالی العشر المراد بها عشر ذی الحجة..... الخ۔ (ایضاً)

دس راتوں سے ذوالحجہ کا عشرہ مراد ہے۔

حضرت ابن عباس، ابن زبیر، مجاہد اور بہت سارے متقدمین و متاخرین کا یہی قول ہے۔

..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والفجر وليال عشر قال العشر عشر الاضحی

والوتر يوم عرفة والشفع يوم النحر۔ (فضائل الاوقات للبیہقی ص ۳۴۰)

دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کا پہلا عشرہ ہے اور طاق سے مراد ذوالحجہ ہے اور

جفت سے مراد دس ذوالحجہ یعنی قربانی کا دن مراد ہے۔

گویا مندرجہ بالا آیات قرآنیہ میں ان دس راتوں کی قسم ارشاد فرما کر ان کی

عظمت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

عیدین کی راتیں:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

آپ نے ارشاد فرمایا: من قام لیلتي العیدین محتسباً لله لم یمت قلبه

یوم تموت القلوب۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۲۸، الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۵۲)
 جس نے عیدین (عید الفطر و عید الاضحیٰ) کی راتوں کو اللہ کی رضا کے لیے قیام
 کیا اس کا دل اس دن مردہ نہیں ہوگا جس دن (لوگوں کے) دل مردہ ہو جائیں گے۔
 حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من احیا اللیالی الخمس وجبت له الجنة ليلة
 الترویة وليلة عرفة وليلة النحر وليلة الفطر وليلة النصف من شعبان
 (الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۵۲)
 جس شخص نے پانچ راتوں (میں ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت بجالا کر انہیں) زندہ رکھا
 اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

(۱) آٹھویں ذی الحجہ کی رات (۲) نوویں ذی الحجہ کی رات

(۳) عید الاضحیٰ کی رات (۴) عید الفطر کی رات

(۵) پندرہویں شعبان کی رات

رجب کی پہلی رات:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خمس لیل لا یرد فیہن الدعاء ليلة الجمعة
 واول ليلة من رجب وليلة النصف من شعبان وليلة العيد۔
 (شعب الایمان ج ۳ ص ۳۴۲، فضائل الاوقات ص ۳۱۲، مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۳۱۷)
 پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں کی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی

- (۱) جمعہ کی رات (۲) رجب کی پہلی رات (۳) شعبان کی پندرہویں رات
(۴) عید الفطر کی رات (۵) عید الاضحیٰ کی رات

جمعہ کی رات:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من مات يوم الجمعة اوليلة الجمعة اجير من

عذاب القبر وجاء يوم القيامة عليه طابع الشهداء۔ (شرح الصدور ص ۲۰۹)

جو مسلمان جمعہ یا شب جمعہ میں فوت ہو جاتا ہے، اسے عذاب قبر سے پناہ دے

دی جاتی ہے اور وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس پر شہیدوں کی مہر ہوگی۔

..... حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما من مسلم يموت يوم الجمعة اوليلة الجمعة الا وقاه الله فتنه القبر

(ترمذی ج ۱ ص ۱۰۵، مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۹، مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

جو کوئی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنہ

سے محفوظ فرما دیتا ہے۔

شب معراج:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سبحان الذي اسرى بعبدہ ليلا من المسجد الحرام الى المسجد

الاقصى الذي باركنا حوله لنريه من اياتنا انه هو السميع البصير۔ (الاسراء، ۱)

پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ

تک جس کے گرد اگر وہم نے برکت رکھی تا کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

شب میلاد النبی ﷺ:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

”بلاشبہ شب میلاد لیلۃ القدر سے افضل ہے۔ اس لیے کہ میلاد کی رات خود حضور ﷺ کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر حضور کو عطا کی گئی اور ظاہر ہے کہ جس رات کو آپ کی ذات مقدسہ سے شرف ملا وہ اس رات سے ضرور افضل قرار پائے گی، جو حضور کو دیئے جانے کی وجہ سے شرف والی بنی ہے، لیلۃ القدر نزول قرآن کی وجہ سے مشرف ہوئی اور لیلۃ المیلاد بنفس نفس حضور ﷺ کے ظہور مبارک سے شرف یاب ہوئی۔ اور اس لیے بھی لیلۃ القدر میں (صرف) حضور ﷺ کی امت پر فضل و احسان ہوا اور لیلۃ المیلاد میں تمام موجودات عالم پر اللہ تعالیٰ نے فضل و احسان کیا، کیونکہ حضور رحمۃ للعالمین ہیں، جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تمام خلایق اہل السموات والارضین پر عام ہو گئیں۔ (ما ثبت من السنہ ص ۸۷، ونحوہ فی مدارج النبوة ج ۲ ص ۱۱)

✽..... امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لیلۃ المیلاد کے لیلۃ القدر سے افضل ہونے پر یہی دلائل مزید تفصیل کے ساتھ قائم فرمائے ہیں ملاحظہ ہو! مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۲۷، ۲۸
✽..... یہی مضمون زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۲۵۵، الانوار الحمد یہ صفحہ ۲۸۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۴۲۶، جلد ۳ صفحہ ۴۲۴ پر بھی موجود ہے۔

نوٹ: مخالفین کے معتمد مولانا عبدالحی لکھنوی نے شیخ محقق کے حوالے سے لکھا ہے:

”ہم کہتے ہیں کہ حضور شب میلاد میں پیدا ہوئے تو یہ رات شب قدر سے بلاشبہ افضل ہے۔“ (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۸۷)

✽..... حافظ ابن حجر عسقلانی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اسی وجہ سے بعضوں نے کہا ہے کہ شب میلاد شب قدر سے افضل ہے۔ (ایضاً ج ۱ ص ۸۷)

نوٹ: عابد میاں دیوبندی نے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین جلد اول میں بھی شب میلاد کے لیلۃ القدر سے افضل ہونے پر مذکورہ دلائل لکھے ہیں۔

ہر رات کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

يُنْزَلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَاسْتَجِبْ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأَعْطِيهِ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرْ لَهُ۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۳۶، مسلم ج ۱ ص ۲۵۸)

ہمارا مالک و مولیٰ ہر رات کو جس وقت آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا اور ارشاد فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے میں اس کو بخش دوں۔

وما علينا الا البلاغ

=====

الحق یعلو ولا یعلیٰ

روئداد

مناظرہ



اہل حق کی تابناک فتح اور
اہل باطل کی ذلت آمیز شکست

ناشر

سنی پبلی کیشنز گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الامين اما بعد!

سرور کائنات، امام الانبیاء، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا تزال طائفة من امتی ظاہرین علی الحق لا یضرهم من

خذلهم حتی یاتی امر اللہ وهم کذلک۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۴۳)

میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، مخالفین اس کا کچھ نہیں

بگاڑ سکتے، حتیٰ کہ خدا کا فیصلہ آجائے اور وہ اسی حالت پر ہوگی۔

اس حدیث پاک کی توضیح کرتے ہوئے ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

خالص اسلام کو اپنانے والے ہر ملاوٹ سے دور اہلسنت و جماعت ہیں.....

انہی میں وہ ائمہ دین ہیں جن کی رہنمائی اور ہدایت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور یہی

طائفہ منصورہ ہے۔ (الفرقة الناجية ص ۴۰۶)

ثابت ہو گیا کہ اہلسنت و جماعت ہی راہ حق پر گامزن ہیں یہی نجات پانے

والی جماعت ہے۔ یہ جماعت تا قیامت رہے گی اور مخالفین اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ

سکتے۔ اگرچہ وہ لاکھ اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرتے رہیں۔ باطل کی پہچان کی لیے اتنا

ہی کافی ہے کہ وہ اہل حق، اہلسنت کے خلاف غوغا آرائی کرتے ہوئے اسے دبانا چاہتے

ہیں لیکن حقیقت یہ ہے: اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

کتنے ہی ایسے مواقع آئے کہ جہاں مخالفین نے اہلسنت کے خلاف غلط فہمیوں

کا جال بچھایا۔ لیکن جب حقیقت نمایاں ہوئی تو اس کی ایک ایک کڑی بکھرتی چلی

گئی۔ اپنی اسی عادت بد کے ہاتھوں مجبور ہو کر مخالفین اہلسنت، دیوبندی حضرات نے گلوٹیاں خوردنزد دسکھ سیا لکوٹ روڈ میں بھی مخالفانہ رویہ اپناتے ہوئے حق کے خلاف آواز بلند کی۔ لیکن جب انہیں منہ کی کھانی پڑی تو میدان مناظرہ سے یوں غائب ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینک۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ گلوٹیاں خورد کے کسی فرد کے جنازہ کے بعد وہاں کے خطیب مولانا محمد افتخار ساقی صاحب نے قبر پر اذان پڑھوادی، وہاں کچھ دیوبندی دھرم کے افراد تھے۔ انہیں اذان (جو کہ سراسر ذکر پر مشتمل ہے) ہرگز ہرگز قابل برداشت نہ ہوئی۔ وہ لگے شور مچانے کہ یہ بہت برا کام ہے، بعض منچلوں نے تو اسے شرک و بدعت کہنے سے بھی گریز نہ کیا۔ اور پھر مولانا افتخار سے کہنے لگے کہ آپ قوم سے معذرت کریں اور اس بات کا کھلے عام اعلان کریں کہ یہ ایک غلط کام کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ لہذا میں پوری قوم سے معذرت خواہ ہوں۔

انھوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ ایک مستحب، مستحسن اور مندوب کام ہے اس میں شرک و بدعت اور خلاف شرع ہونے والی کوئی چیز نہیں۔ اگر آپ اسے شرک و بدعت ثابت کریں تو ہم چھوڑنے کے لیے تیار ہیں۔ قوم سے معذرت ہم کیوں کریں بلکہ آپ پر لازم ہے کہ آپ توبہ کریں کیونکہ آپ نے ایک شرعاً جائز کام کو شرک و بدعت قرار دے کر اپنی عاقبت برباد کر ڈالی ہے۔ لیکن چونکہ دیوبندیوں کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ یہ لوگ توبہ کی طرف کبھی نہیں آتے، مرنے تو سکتے ہیں، زہر کا پیالہ پی لیں گے توبہ نہیں کر سکتے۔ دیوبندیوں کے بڑوں نے جب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں توبہ نہ کی بے ادبی کرتے ہوئے آپ کے علم کو پاگلوں، جانوروں اور بچوں کے علم سے تشبیہ دی،

آپ کے علم مبارک سے شیطان کے علم کو زیادہ قرار دیا، علم نبوی کی وسعت کو ماننا شرک اور شیطان کے علم کو ماننا توحید بتایا تو ہمارے اکابر اہلسنت نے انہیں دن رات دعوت ایمان دی تو بہ کی طرف بلایا، وہ لوگ مر کے مٹی میں تول گئے لیکن تو بہ رجوع نہ کر سکے، نہ صرف خود ڈوبے بلکہ ہزاروں، لاکھوں کے ایمان تباہ و برباد کر گئے۔

اسی طرح قبر پر اذان دینے کو شرک و بدعت کہنے والے بجائے اس کے کہ وہ خود تو بہ کرنے اور اپنا ایمان بچانے کی کوشش کرتے اور لوگوں کی آخرت بھی خراب نہ کرتے، انہوں نے اہلسنت کی ناک میں دم کر رکھا تھا کہ تم اسے ثابت کر کے دکھاؤ، اپنے علماء کو دعوت دو، ہم تم سے بات کرنا چاہتے ہیں، اس اذان کو ہرگز ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

دیوبندیوں کی یہ ڈینگیں سن کر مولانا افتخار صاحب نے مناظر اسلام، فاتح مذاہب باطلہ، محقق دوراں، پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرت علامہ ابو الحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہ و شرفہ (خلیفہ مجاز حضرت ابوالیمان رحمہ اللہ، بانی دامیر اعلیٰ مرکزی ادارہ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ) سے رابطہ استوار کیا۔ آپ اس وقت ڈسکہ میں کالج کے سٹوڈنٹس کو لیکچر دینے کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ بغیر کسی تاخیر کے آپ لوگ ڈسکہ ماڈل ٹاؤن پہنچ جائیں۔

چنانچہ احباب نے حاضر ہو کر تمام صورت حال سے آپ کو آگاہ کیا، جس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ باطل کو سر نکالنے کا بالکل موقع نہیں دینا چاہیے، آپ ان لوگوں کا بھرپور محاسبہ کریں، اور ان سے مطالبہ کریں کہ وہ قبر پر اذان کو شرک ثابت کریں۔ ہمارے نزدیک یہ عمل محض مستحب اور پسندیدہ ہے اگر کوئی نہیں کرتا تو کوئی گناہ و حرج نہیں، اگر اسے اپنا لیا جائے تو بہر حال اس کا فائدہ تو ضرور ہے۔ آپ اپنے موقف

سے ہرگز نہ ہٹیں، اپنے تمام دوستوں کو نفس مسئلہ سے آگاہ فرمادیں تاکہ مزید پیش قدمی کرنے میں آسانی رہے اور اس سلسلہ میں ہماری خدمات ہر طرح سے حاضر ہیں۔

حضرت قبلہ ساقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ان کی خوب خوب حوصلہ افزائی فرمائی، جس سے ان کے ذوق میں مزید برکت و جوانی آگئی۔ انھوں نے واپس آ کر دیوبندیوں سے دو ٹوک کہہ دیا کہ آپ جب چاہیں آجائیں ہم آپ کو ہر طرح سے مطمئن کرنے کے لیے تیار ہیں۔ پہلے تو دیوبندی صرف یہی کہتے رہے کہ ہم صرف مسئلہ سمجھنا چاہتے ہیں، اور ہمارے سنی لوگوں نے بھی یہی خیال کیا بلکہ وہ یقین کئے بیٹھے تھے کہ مباحثہ اور مناظرہ وغیرہ کی کوئی صورت نہیں ہوگی، ان کے ایک دو آدمی آ کر مسئلہ کی حقیقت جاننا چاہتے ہیں۔ لیکن حضرت ساقی ملت حفظہ اللہ چونکہ ان لوگوں کی مکاریوں سے خوب آگاہ ہیں اس لیے آپ نے اپنے احباب کو یہ یقین دلایا کہ مخالفین کو اتنا بھولا بھالا، نہ سمجھیں یہ ان لوگوں کی شاطرانہ چال ہے، کہنے لگے کہ وہ یہی کہتے ہیں: ”ہم نے مسئلہ پوچھنا ہے بس اپنے سوال کا جواب لینا ہے، ہم قرآن و حدیث کو مانتے ہیں، اس لیے کوئی مناظرہ و مناظرہ نہیں صرف افہام و تفہیم مقصد ہے۔“

لیکن جب موقع آ جاتا ہے تو یہ لوگ کٹ جیتی کرتے ہوئے مناظرے کے لیے خم ٹھونک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس لیے بات صرف مسئلہ پوچھنے تک ہی نہیں رہے گی، وہ لوگ باقاعدہ مناظرہ کرنے آئیں گے۔ پھر ہوا وہی جو حضرت قبلہ ساقی ملت نے اپنے وسیع تجربات کی روشنی میں فرمایا تھا۔ ہمارے دوستوں نے اپنے زیر

اثر افراد کو کہہ رکھا تھا کہ 28 جون 2009ء بروز اتوار بعد نماز ظہر ایک مجلس ہوگی، جس میں مناظر اسلام حضرت ابوالحق قبلہ ساقی صاحب زید فضلہ خطاب فرمائیں گے اور عقائد اہلسنت کی صداقت پر گفتگو ہوگی، بعد ازیں قبر پر اذان کا مسئلہ بھی زیر بحث لائیں گے اور اس کے مالہ و ماعلیہ پر روشنی ڈالیں گے، بعد میں حاضرین کو سوال جواب کا موقع ملے گا، ہر اپنا بیگانہ اپنی تسلی و تسفی کر سکتا ہے۔

چنانچہ مذکورہ تاریخ کو حضرت قبلہ ساقی صاحب کا جامعہ نعمانیہ شہاب پورہ سیالکوٹ میں فہم دین کورس میں ہفتہ وار درس بھی تھا، آپ نے تقریباً اڑھائی، تین گھنٹے درس ارشاد فرمایا، بعد ازیں احباب سمیت مع ذخیرہ کتب گلوٹیاں کی طرف روانہ ہو گئے۔

آپ کے ہمراہ مناظر اسلام، محقق ذیشان، شمشیر بے نیام، ماہر مسائل مذاہب باطلہ حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی قادری دامت برکاتہ، خطیب ذیشان مولانا محمد مرتضیٰ تبسم نقشبندی، حضرت مولانا قاری محمد شفیق الرحمن ربانی مجددی، حضرت مولانا محمد امتیاز ساقی مجددی بھی تھے۔ اہلسنت کا یہ نوری و مبارک قافلہ جب گلوٹیاں کی سرزمین پر پہنچا تو مسلمانان اہلسنت کے چہروں پر مزید رونق آ گئی۔ اور مخالفین کے چہروں پر مزید مردنی چھا گئی۔ عوام اہلسنت نے بڑے پر تپاک اور جوش و خروش کے ساتھ اپنے قائدین کا استقبال کیا۔

نماز ظہر کا وقت قریب تھا۔ لہذا فوراً نماز پڑھی گئی۔ مخالفین بھی آچکے تھے۔ ان کا ٹولا کوئی اکیس افراد پر مشتمل تھا، کوئی ملتان سے، کوئی گجرات سے اور کوئی دیگر مختلف علاقہ جات سے اللہ کے ذکر کو بند کرانے کے لیے ہماری مسجد میں پہنچ آئے۔ ہمارے علماء حجرے میں تھے کہ دیوبندیوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ انہیں جلدی لاؤ ہمیں

بہت جلدی ہے، ٹائم ضائع ہو رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک دیوبندی مولوی نے عوام سے خطاب جھاڑنا شروع کر دیا، چونکہ سنی خطیب مولانا محمد افتخار ساقی صاحب نے لاؤڈ اسپیکر پر اعلان کیا تھا کہ پروگرام شروع ہونے والا ہے ہمارے قائدین اور مخالفین دونوں آپکے ہیں لہذا سب احباب کو دعوت عام ہے کہ وہ تشریف لا کر حق و باطل کا نظارہ اپنی آنکھوں سے کر لیں۔

بس اس اعلان کو سنتے ہی عوام کا ایک ہجوم مسجد میں پہنچ گیا۔ جب رونق خوب ہو گئی تو ہمارے علماء کرام حضرت ابوالحق قبلہ ساقی صاحب کی سرکردگی میں تشریف فرما ہو گئے۔ آتے ہی حضرت صاحب نے اس دیوبندی مولوی کو کہا کہ اب ہم آگئے ہیں لہذا اپنی تقریر بے تدبیر بند کر دیں، اور ہم سے بات کریں، وہ کہنے لگا کہ بات یہی ہے کہ آپ ثابت کر دیں کہ قبر پر اذان پڑھنا فرض ہے، واجب ہے، سنت ہے، مستحب ہے، یا مباح ہے اس کی بات ابھی ختم ہی ہوئی تھی کہ ایک بوڑھا دیوبندی اٹھا اور کہنے لگا کہ ہمارا مطالبہ ہے کہ قبر پر اذان پڑھنا کتاب اللہ ﷺ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت کی جائے۔ ایک دیوبندی نے پیوند لگاتے ہوئے کہا کہ یافتہ سے ثابت کیا جائے۔

حضرت ساقی ملت زید مجدہ نے موقع کی نزاکت کو بھانپ لیا کہ یہ لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بول کر عوام کے اذہان کو منتشر کرنا چاہتے ہیں، آپ نے مرتضیٰ تبسم صاحب سے کہا کہ سنیوں اور دیوبندیوں کو الگ الگ کر دیں اور دیوبندیوں سے کہا کہ وہ اپنا موقف بتا دیں۔ ابھی تبسم صاحب نے اٹھ کر یہ بات کی ہی تھی کہ اپنے اور بیگانے الگ الگ ہو جائیں اور دیوبندی حضرات سے التماس ہے کہ وہ اپنا موقف بتا دیں کہ آیا قبر پر اذان پڑھنا حرام ہے، شرک ہے، کفر ہے، مکروہ ہے، اس کی کوئی قسم ہے

تزیہی ہے یا تحریمی؟ تبسم صاحب کی بات کو فوراً اکاٹھتے ہوئے ایک اور دیوبندی اٹھا اور کہتا ہے کہ جناب! یہ تو نیا کام ہو گیا ہم تو صرف اس اذان کا ثبوت لینے آئے ہیں، آپ نے لوگوں کو الگ الگ کرنا اور پھر ہم سے سوال کرنا شروع کر دیا ہے۔ آپ مہربانی فرما کر اس اذان کو ثابت کریں کیونکہ آپ نے دعویٰ کیا تھا کہ ہم یہ اذان کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور عمل صحابہ سے ثابت کریں گے۔

اب موقع تھا کہ مولانا محمد افتخار اٹھ کر اپنا دعویٰ واضح کرتے چنانچہ حضرت صاحب کے اشارے پر اٹھ کر انھوں نے مجمع عام کو متوجہ کر کے کہا کہ یہ دیوبندی جھوٹ بول رہے ہیں، ہم نے اسے مستحب کہا تھا ہم اسے مستحب کے طور پر ثابت کرنے کے لیے آئے ہیں۔ دیوبندی لوگوں نے اسے شرک قرار دیا تھا وہ قبول کریں کہ ہم اسے شرک ثابت کریں گے۔

اس صورت حال کے پیش نظر دیوبندیوں کے لیے کوئی جائے فرار نہ رہی تو وہ اس بات سے ہی مکر گئے کہ ہم نے اسے شرک کہا تھا، بلکہ خلاف شرع اور بدعت قرار دیا تھا۔ حالانکہ افتخار صاحب نے اپنی بات پر گواہ بھی پیش کر دیئے، لیکن چونکہ دیوبندی نہ ماننے والی قوم ہے۔ ان کے نزدیک تو (معاذ اللہ) خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو! فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۳۷، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

اگر خود بول لیں گے تو کیا ہوگا؟ اس لیے وہ اپنی بات پر نہ آئے لیکن چاہتے تھے کہ شور مچا کر غلبہ حاصل کر لیا جائے، لیکن حق کے مقابلے میں باطل کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔ دیوبندیوں کی امید کی کرنیں اس وقت ہی بجھ گئیں جب حضرت العلام ابوالحق نقی پیر غلام مرتضیٰ ساقی مجددی صاحب نے اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہی انہیں آئینہ دکھا دیا۔

قبلہ حضرت صاحب نے خطبہ مسنونہ کے بعد عوام الناس کی توجہ اپنی طرف مبذول کرتے ہوئے فرمایا:

حاضرین میں چاہتا ہوں کہ آج جس مسئلہ میں نزاع ہوا ہے وہ واضح ہو جانا چاہیے، اس لیے آپ حضرات صبر و حوصلہ کا مظاہرہ فرمائیں، ہم انشاء اللہ العزیز اپنا موقف ثابت کر کے دکھائیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ ان کا کوئی مطالبہ تہنہ تکمیل نہیں رہے گا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ حاضرین کا تعارف ہو جائے تاکہ ہمیں علم ہو سکے کہ سنی کون ہے اور دیوبندی کون ہے؟ اس سلسلہ میں مناسب ہے کہ دیوبندی ایک طرف اور سنی ایک طرف ہو جائیں اور میں دیوبندی مولوی صاحب سے بھی کہوں گا وہ اس طرف آجائیں۔

حضرت صاحب کی اس بات پر دیوبندی کہنے لگا میرے ساتھ یہ بزرگ بھی ہیں، آپ نے فرمایا انہیں بھی ہمراہ لے آئیں، خدا کی زمین بڑی وسیع ہے۔ دیوبندیوں کو ایک طرف اور سنیوں کو ایک طرف کر کے حضرت صاحب نے اپنی گفتگو کا یوں آغاز کیا کہ سامعین حضرات! آپ کے علم میں ہے کہ سنی مسلمانوں نے ایک میت کا جنازہ پڑھا اور بعد تدفین اس کی قبر پر اذان پڑھی، لیکن دیوبندیوں نے اس اذان کو خلاف شرع قرار دے کر فتنہ و فساد پیا کیا اور اب آئے ہیں ہمارے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے، میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جب بھی کسی مسئلہ میں نزاع ہو جائے تو ہر فریق کا اپنا اپنا موقف ہوتا ہے، اس لیے یہاں بھی ہمارے اور دیوبندیوں کے درمیان اذان بر قبر، کے مسئلہ پر اختلاف پیدا ہو گیا، لہذا ضروری ہے کہ اس مسئلہ پر ہمارا بھی موقف واضح ہو جائے اور دیوبندیوں کا موقف بھی واضح ہو جائے تاکہ اس موقف کی

روشنی میں بات کا سلسلہ بڑھایا جائے، حضرت ساقی ملت کی بات ابھی جاری تھی کہ ایک دیوبندی اٹھا کہنے لگا کہ ہم حنفی ہیں اس لیے آپ اس بات کو فقہ حنفی سے ثابت کر دیں۔ اس کی بات کو کاٹتے ہوئے مولانا کا شرف اقبال مدنی نے کہا کہ آپ نہ سنی ہیں اور نہ حنفی، یہ جھوٹا لیل لگا رکھا ہے۔۔۔۔۔ وہ بولا: آپ مسلک پر نہ جائیں حضرت نے فرمایا:

بغیر مسلک کے بات کس طرح ہو سکتی ہے ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ دیوبندی گستاخ ہیں، چنانچہ اس پر اس کو سانپ سونگھ گیا اور پھر بولنے کی جرات نہ کر سکا۔ حضرت ابو الحقائق قبلہ ساقی صاحب نے اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے پھر یہی دہرایا کہ دیوبندی اپنا موقف بتائیں کہ اذان برقیہ کو وہ کیا سمجھتے ہیں، حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی یا کچھ اور؟ اس پر ایک دیوبندی نے کہا کہ آج تک ہم نے یہ اذان نہیں سنی۔ قبلہ ساقی صاحب نے فرمایا:

آپ کا نہ سننا اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ اذان حرام شرک اور خلاف شرع ہے۔ سینکڑوں ایسے کام ہیں جو زمانہ سابقہ میں نہیں ہوتے تھے، لیکن آج دیوبندی اسے اپنا رہے ہیں۔

کیا دیوبندیوں کی تقریب، ختم بخاری، کتاب اللہ ﷺ، سنت رسول اللہ ﷺ، عمل صحابہ ﷺ سے ثابت ہے؟

کیا پہلے تینوں زمانوں میں، ختم بخاری،، ہوتا رہا ہے؟

کیا عوام الناس ختم بخاری سے واقف ہیں؟

کیا ہر عامی ختم بخاری کو جانتا ہے؟

جب بخاری شریف ہی خیر القرون میں مرتب نہ ہوئی تھی تو دیوبندی اصولوں کے مطابق یہ کتاب بخاری شریف ہی بدعت اور خلاف شرع قرار پاتی ہے۔ اس کا ختم تو اس سے بھی بعد کی ایجاد ہے اسی طرح سینکڑوں چیزیں ایسی ہیں جو دیوبندیوں نے ایجاد کر رکھی ہیں لیکن وہ خیر القرون میں موجود نہیں تھیں۔

بس اس دیوبندی کا اتنے پر ہی گھر پورا ہو گیا۔

اب حضرت مناظر اسلام قبلہ ساقی صاحب نے دیوبندیوں سے کہا:

یوں جتنے منہ اتنی باتیں نہ کرو، کوئی ایک آدمی مقرر کرلو، جو تمہارا معتمد علیہ ہو اور وہ ہم سے بات کرے۔

اب دیوبندیوں کی حالت قابل رحم تھی ایک دوسرے کو کہتے کہ تم بات کرو، وہ کہتا نہیں، تم بات کرو، اصل میں ان کے غبارے سے ہوا نکل چکی تھی۔ بالآخر مرتا کیا نہ کرتا کے مطابق دیوبندی عوام کے سامنے اپنی مصنوعی عزت کو خاک میں ملنے سے بچانے کی خاطر ایک آدمی نے کہا کہ میں بات کروں گا۔

حضرت ساقی ملت نے پوچھا آپ کا نام؟ کہنے لگا ”محمد اقبال“۔

آپ نے فرمایا: کہاں سے آئے ہو؟ کہنے لگا ملتان سے۔

حضرت نے دریافت فرمایا: خطیب کہاں ہو؟ بولا گجرات میں۔

فرمایا: کیا تم ہم سے بات کرو گے؟ کہنے لگا: جی کروں گا۔

حضرت نے دریافت کیا کہ ہمارے نزدیک اذان برقیہ فرض، واجب، سنت

نہیں بلکہ صرف مستحب ہے ہم اسے ثابت کرنے کے لیے تیار ہیں تم بتاؤ کہ تمہارے

نزدیک یہ کیا حیثیت رکھتی ہے کفر ہے، شرک ہے، حرام ہے، مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟
وہ کہنے لگا آپ اس کو قرآن وحدیث سے ثابت کریں؟

حضرت قبلہ ساتی صاحب نے اس کی جہالت کا پوٹھ مارٹم کرتے ہوئے عوام الناس کو مخاطب کیا: حضرات! یاد رکھیں: مستحب کے لیے ضروری نہیں کہ قرآن وحدیث اور عمل صحابہؓ سے اس کا اثبات ہو بلکہ مستحب کی تعریف میں ہم نہ صرف فقہ حنفی بلکہ دیوبندی اکابرین میں سے اشرف علی تھانوی سے بھی ثابت کریں گے کہ جسے علماء نے پسند کیا ہو وہ بھی مستحب ہوتا ہے۔ مستحب کے لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے اپنایا یا اس کا حکم فرمایا ہو۔

چونکہ یہ تقریر دیوبندیت کو پیوند زمین کرنے کے لیے کافی تھی اس لیے دیوبندی ملاں اقبال تملاکراٹھا اور حواس باختہ ہو کر کہنے لگا:

اصل میں، میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، میں تو سمجھنے کے لیے آیا ہوں، پھر کہتا ہے حضرت صاحب نے جو کچھ ارشاد فرمایا درست ہے، پھر بڑھے دیوبندی ملاں کے اُکسانے پر کہنے لگا:

بات نہ تھانوی صاحب کی ہے نہ کسی اور کی، مستحب کی تعریف وہ نہیں جو علماء کریں بلکہ مستحب وغیرہ کی تعریف کے لیے ”دلیل قطعی“ کی ضرورت ہے۔ اور پھر اسی بات پر اس کی بس ہو گئی کیونکہ اسے پتہ چل گیا تھا کہ اس نے ایسی بات کہہ ڈالی ہے جو نہ صرف اس کی جہالت و بے قوفی کی واضح دلیل ہے بلکہ اس پر اسے اپنے ”وڈیروں“ سے بھی جوتے پڑیں گے۔ کیونکہ اگر مستحب کے لیے دلیل قطعی چاہیے، تو پھر فرضیت کا اثبات ناممکن اور محال ہو جائے گا۔

دیوبندیوں کو جب اپنے مناظر کی زبوں حالی اور علمی تہی دامن کی احساس ہوا۔ تو وہ شور و غوغا کرنے لگے۔ کبھی آپس میں لڑنے لگے اور پھر اپنے چہرے کی کالک اور اس کے بدنمادھے صاف کرنے کے لیے ایک بڑھے اور چند دوسرے دیوبندیوں نے بار بار یہی مطالبہ کرنا شروع کر دیا کہ آپ اسے فقہ حنفی سے ثابت کریں!

حضرت قبلہ ساقی صاحب نے لکارتے ہوئے ان کو خاموش کر دیا اور ہاتھ میں علامہ ابن عابدین شامی کی کتاب رد المحتار المعروف فتاویٰ شامی اٹھا کر کھڑے ہوئے اور فرمایا دیوبندیو!

آؤ اگر تم خود کو حنفی کہلاتے ہو تو ہم فقہ حنفی کی معروف کتاب سے اپنی بات ثابت کر دیتے ہیں۔

جونہی دیوبندی ملاؤں کی نظر فتاویٰ شامی پر پڑی تو ان کے تن بدن میں آگ لگ گئی، کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اب ان کے مکرو فریب کا تیا پانچا ہو جائے گا، ان کا کوئی حربہ کارگر ثابت نہیں ہوگا۔ دنیا ان کی حقیقت کو جان لے گی، ان کی دکان بند ہو جائے گی، چندے ختم ہو جائیں گے، اس لیے انھوں نے فتاویٰ شامی کے، لال رنگ،، کو دیکھ کر اپنے لیے خطرے کی لال جھنڈی سمجھتے ہوئے دم دبا کر بھاگنے لگے۔ سنی علماء و عوام انہیں بلاتے رہے، بٹھاتے رہے، کھینچ کھینچ کر لاتے رہے لیکن دیوبندیوں کو اب موت دکھلاوا دیتی تھی۔ اور وہ بھاگنا ہی چاہتے تھے، اس لیے بالآخر بھاگ ہی گئے، اپنی کتابیں بھی وہیں چھوڑ گئے، کسی دوسرے آدمی کو کتابیں لینے کے لیے بعد میں بھیجا۔

سنی عوام کے چہرے خوشی سے متمنا نے لگے فضا نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے گونج اٹھی، ایک بار پھر قدرت نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا کہ:

قل جاء الحق وزهق الباطل انّ الباطل كان زهوقا۔ (الاسراء ۸۱)

فرما دیجیئے! حق آگیا باطل بھاگ گیا، بے شک باطل بھاگنے والا ہے۔

بعد ازیں عوام کے پر جوش نعروں کی گونج میں حضرت قبلہ ساقی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے ایمان افروز، باطل سوز خطاب فرمایا۔ جس میں عوام پر خوب واضح فرماتے ہوئے کہا کہ محترم سامعین!

آپ نے اپنی آنکھوں سے حق کو فتح یاب اور باطل کو دم دبا کر بھاگتے ہوئے دیکھ لیا۔ اصل بات یہ تھی کہ ہمارے موقف اور اس پر دلائل کی صداقت کو دیوبندی جان چکے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ اب ہماری دال نہیں گلے گی۔ لہذا انہیں بھاگنے کے علاوہ کوئی صورت ہی نظر نہ آئی۔

مستحب کسے کہتے ہیں؟

ہمارے پاس اپنی ہر بات کو حوالہ فقہ حنفی اور دیوبندی کتب سے موجود تھا۔

مثلاً یہ دیکھیئے! رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۱۲۴ پر لکھا ہے:

ما احبہ السلف۔ (فتاویٰ شامی جلد ۱ صفحہ ۶۵۳)

مستحب وہ بھی ہوتا ہے جسے سلف صالحین، علماء و مشائخ نے پسند کیا ہو۔

اور انھوں نے اس مقام پر یہ بھی لکھا ہے کہ مستحب کو سنت بھی کہتے ہیں۔

لہذا اگر کسی وقت مستحب کے اس معنی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ”سنت“ بھی

کہہ دیا جائے تو وہ سلف صالحین اور فقہائے کرام کے نزدیک درست ہے۔

یہاں یہ بات واضح رہے کہ فتاویٰ شامی وہ کتاب ہے کہ دیوبندی تو رہے

ایک طرف غیر مقلد وہابی نجدی حضرات نے بھی اسے معتبر تسلیم کیا ہے۔
 وہابی حضرات کے ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری نے فتاویٰ شامی کا حوالہ نقل کرنے
 سے پہلے لکھا ہے:

”فقہ کی ایک معتبر اور مشہور کتاب“ (فتاویٰ ثنائین ج ۱ ص ۲۳۱)
 مستحب کے متعلق یہ وہ حقیقت ہے جسے متفقہ شخصیات نے بھی تسلیم کیا ہے۔ مثلاً:
 O..... علامہ نووی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے:

استحب العلماء قراءة القرآن عند القبر۔ (نووی بر مسلم ج ۱ ص ۱۴۱)
 ترجمہ: علماء نے قبر کے پاس تلاوت قرآن کو مستحب کہا ہے۔
 O..... علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری لکھتے ہیں:

ثم اعلم انه لا يلزم من كون اذكار الوضوء غير ثابتة عنه ﷺ أن
 تكون مكروهة، أو بدعة مذمومة، بل انها مستحبة استحباب العلماء
 الأعلام، والمشايخ الكرام۔

(الاسرار المرفوعة المعروفة بالموضوعات الكبرى ص ۳۴۵، رقم ۱۳۱۱)
 ترجمہ: پھر اس بات کو جان لو کہ وضوء کے اذکار کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 ثابت نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مکروہ ہیں یا بری بدعت ہیں بلکہ وہ مستحب
 ہیں۔ انہیں علمائے اعلام اور مشائخ کرام نے مستحب کہا ہے۔
 O..... اسی طرح ایک مقام پر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بدعة مستحسنة استحبابها المشايخ۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۴۱)

ترجمہ: یہ اچھا نیا کام ہے اسے مشائخ نے مستحب کہا ہے۔

○..... علامہ نووی نے لکھا ہے:

حدیث شریف یا اس کے ہم معنی (کوئی اور) کلام پڑھنے والے کے لیے مستحب ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر مبارک ہو تو بلند آواز سے آپ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھے اور زیادہ مبالغہ نہ کرے، جن حضرات نے بلند آواز سے صلوٰۃ و سلام کی تصریح کی ہے ان میں حافظ ابوبکر الخطیب اور دوسرے اکابر علماء شامل ہیں اور میں نے اسے علوم الحدیث میں نقل کیا ہے۔ نیز شوافع و غیر شوافع علماء (سب نے) تبلیہ کے موقع پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کے مستحب ہونے کی صراحت کی ہے۔

(کتاب الاذکار ص ۹۹)

○..... علامہ احمد یعنی ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

ما احبه العلماء (نور الانوار ص)

یعنی جسے علماء نے پسند کیا ہو۔

دیوبندیوں اور غیر مقلد و ہابیوں کا اعتراف:

کسی عمل کو سلف صالحین، علماء، مشائخ، فقہاء اور محدثین کے مستحب قرار دینے

کو دیوبندی اور غیر مقلد و ہابی دونوں نے تسلیم کیا ہے۔ مثلاً:

○..... دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے:

فی الدر المختار بحث النية والتلفظ عند الارادة بها مستحب

هو المختار وقيل سنة يعنى احبه السلف او سنة علماءنا اذ لم ينقل عن

المصطفیٰ ولا الصحابة والا تابعین۔ (بوادرنواد صفحہ ۷۷۷)

یعنی نماز کے وقت ارادہ کے ساتھ زبان سے ادائیگی مستحب ہے، یہی مختار ہے اور سنت بھی کہا گیا ہے۔ یعنی اسے سلف نے پسند کیا یا ہمارے علماء کی سنت ہے اگرچہ یہ مصطفیٰ کریم ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین علیہم الرحمۃ سے منقول نہیں۔

..... تھانوی نے مزید لکھا ہے: سنت کے کئی معنی ہیں:

(۱) منقول عن الرسول ﷺ کما ذکر فی عبارة لا طريقة النبی

صلی اللہ علیہ وسلم (۲) منقول عن الرسول ﷺ او الخلفاء الراشدين

کما ذکر فی عبارة واطب علیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء

الراشدون (۳) منقول عن الرسول ﷺ او الصحابة او التابعین کما فی

عبارة اذ لم ينقل عن المظفے ولا التابعین. (۴) منقول عن العلماء کما

فی عبارة او سنة علماء نا فی تفسیر النسۃ وفی عبارة انه طريقة حسنة

لهم ای العلماء۔ (بوادرنواد صفحہ ۷۷۷، ۷۷۸)

یعنی یہ تمام امور سنت ہوتے ہیں۔

(۱) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو جیسا کہ عبارت میں مذکور ہے

ناکہ (صرف) آپ کا طریقہ

(۲) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین سے منقول ہے جیسا

کہ عبارت میں مذکور ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے

ہیشگی اختیار کی ہو۔

(۳) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم یا تابعین رحمۃ اللہ علیہم

سے منقول ہو۔ جیسا کہ عبارت میں مذکور ہے۔ جبکہ وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سے (عملاً) نقل نہ کیا گیا ہو۔

(۴) جو علماء سے منقول ہو، جیسا کہ عبارت میں ہے یا ہمارے علماء کی سنت ہو، سنت کی تفسیر میں اور عبارت میں ہے بلاشبہ یہ ان کا اچھا طریقہ ہے۔

○..... اسی طرح دیوبندی محشی اعزاز علی نے زبان سے نیت کو درست قرار دے کر کہا:

استحبه المشائخ۔ (حاشیہ نور الایضاح ص ۳۳ حاشیہ نمبر ۲)

اسے مشائخ نے پسند کیا یعنی مستحب قرار دیا ہے۔

○..... غیر مقلد وہابی حضرات کے امام، نواب صدیق حسن بھوپالوی نے غسل کے بیان

میں لکھا ہے: استحبه العلماء عند حجامة وفي ليلة براءة وليلة عرفة وليلة

القدر۔۔۔ الخ۔ (نزل الابرار جزء اول ص ۲۵)

یعنی حجامت، شب براءت اور لیلة القدر کے موقع پر علماء نے غسل کو مستحب

قرار دیا ہے۔

○..... زبیر علیزئی کی تائید و اتفاق سے ابن بشیر نے لکھا ہے:

مرنے والے کے چہرہ کو قبلہ رخ کرنا مستحب ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے

وفات کے وقت اپنا چہرہ قبلہ کی طرف پھیر رکھا تھا۔

(ماہنامہ الحدیث حضور شمارہ نمبر ۳۱ ص ۳۷)

معلوم ہوا کہ جسے علماء مشائخ، سلف صالحین پسند کریں وہ بھی مستحب ہوتا ہے۔

اذان برقبر کو ہمارے اسلاف نے مستحب اور جائز کہا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس پر پوری کتاب بنام

،،ایذان الاجر،، لکھی ہے اور علامہ ابن عابدین شامی نے فقہ حنفی کے ایک امام، علامہ خیر الدین رملی کا قول نقل کیا ہے کہ نماز کے علاوہ ان مواقع پر بھی اذان مسنون ہے۔ مثلاً:

بچے کے کان میں، جسے مرگی کا دورہ پڑے، غصے والے کے لیے، جس آدمی کا مزاج بگڑ جائے یا چوپایہ بگڑ جائے، لشکر کی بھیڑ کے وقت، آگ دیکھتے وقت، اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عند انزال الميت القبر میت کو قبر میں داخل کرتے وقت۔

(رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۳۸۵)

لوگ کہتے ہیں کہ اذان تو صرف نماز کے لیے ہوتی ہے، حالانکہ حضرت ملا علی قاری حنفی نے بھی متعدد اذانوں کا ذکر کیا ہے جو نماز کے علاوہ دی جاتی ہیں۔

ملاحظہ ہو! مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۱۴۹۔

حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید لکھا ہے:

تسبیح و تکبیر غضب الہی کو مٹا دیتی ہے اس لیے وارد ہوا ہے کہ آگ کے وقت تکبیر کہو۔ (مرقاۃ جلد ۱ صفحہ ۲۱۱)

یعنی اللہ اکبر کہنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب دور ہو جاتا ہے۔

اب دیکھیے! اگر ایک بار اللہ اکبر کہیں تو غضب الہی دور ہو جاتا ہے اور اگر قبر پر اذان پر پڑھ کر چھ بار اللہ اکبر کہیں تو قبر نور علی نور ہو جاتی ہے۔

دیوبندیوں کی خود ساختہ اذائیں:

اب آخر میں دیوبندیوں کی خود ساختہ اذانوں پر چند حوالہ جات ملاحظہ

فرمائیں! اور پھر فیصلہ کریں کہ بدعتی کون ہے؟

ہماری اذان برقبر پر تو دیوبندی بے چین ہو گئے لیکن ان کے اشرافی تھانوی نے لکھا ہے:

آسیب لیٹ جانا

ان آیتوں کو بیمار کے کان میں پڑھ کر دم کرے اور پانی پر پڑھ کر اس کو پلاوے

افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لاترجعون ۞ فتعالی اللہ
الملک الحق لا الہ الا هو رب العرش الکریم ۞ ومن یدع مع اللہ الہ
اخر لا برهان له به فانما حسابه عند ربہ انه لا یفلح الکافرون ۞ وقل رب
اغفر وارحم وانت خیر الراحمین ۞ اور سورۃ والسماء والطارق سات بار
کان میں دم کرنا اور داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہنا بھی آسیب کو بھگا دیتا
ہے۔ (بہشتی زیور صفحہ ۶۱۱ نواں حصہ، ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ۔ کراچی)
۵..... اسی تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے:

۴۔ اعمال آسیب زدہ۔ اور جس کو شیطان باؤلا کر ڈالے یعنی جس پر
آسیب کا خلل ہو تو اس کے بائیں کان میں یہ آیت سات بار پڑھے۔ ولقد فتننا
سلیمن والقینا علی کرسیہ جسد اثم اناب اور دفع آسیب کا یہ بھی عمل ہے کہ
اس کے کان میں سات اذان دے اور سورۃ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل
اعوذ برب الناس اور آیۃ الکرسی و سورہ طارق یعنی والسماء والطارق اور سورہ حشر
کی آیتیں ہو اللہ الذی سے آخر تک (پ ۲۸ ع ۶) اور سورہ صافات ساری پڑھے
آسیب جل جاوے گا۔ (اعمال قرآنی مکمل ص ۱۱۱، ممتاز کمپنی رجسٹرڈ لاہور)

○..... محمد مسعود از ہر دیوبندی نے لکھا ہے:

علاج نمبر ۴۔ جس شخص پر آسیب ہو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت دی جائے یہ عمل مفید اور مجرب ہے۔

(لطف اللطیف جل جلالہ ص ۶۳، ناشر مکتبہ عرفان)

○..... مزید لکھا ہے:

علاج نمبر ۵۔ بعض لوگوں پر کوئی جن کسی دشمنی کی وجہ سے مسلط ہو جاتا ہے اور انہیں خوب ستاتا ہے اور اس کے قتل کے درپے ہوتا ہے۔ ایسے آسیب کا علاج قدر مشکل ہوتا ہے مگر ناممکن نہیں۔ آسیب کو حاضر کرنے کے لیے مریض کے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی پکڑ کر ”منزل“ پڑھیں..... آسیب حاضر ہو جائے گا۔ تب اس کے کان میں اذان دیں اور کوئی کاغذ جلا کر ناک میں دھواں دیں۔

(لطف اللطیف جل جلالہ ص ۶۳، ناشر مکتبہ عرفان)

○..... دیوبندیوں کے مرکزی فتاویٰ میں ہے:

سوال (۱۲۱) ایک شہر میں بہت طاعون ہو گیا اہل شہر نے مل کر کچھ روپیہ جمع کیا کہ اس کو صدقہ کیا جائے اور علماء سے پوچھا کہ اس روپیہ کو کس پر خرچ کریں ایک عالم نے کہا کہ یتیم و بیوہ عورتوں پر صرف کیا جائے اور نیز کہا کہ شہر کے گرد اگر دسورہ لیلیٰ پڑھی جائے اور جس وقت لفظ مبین آوے اس وقت کھڑے ہو کر اذان دی جاوے، ایک دوسرے عالم نے کہا کہ یہ فعل بدعت سیئہ اور شرک ہے اور جس نے یہ فعل کیا اس کو تجدید نکاح اور توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے ورنہ اس کے پیچھے نماز ناجائز ہے؟

الجواب :- صدقہ کرنے میں تو ظاہر ہے کہ کچھ حرج ہی نہیں بلکہ صدقہ کرنے سے بلا دفع ہوتی ہے اور عمل مذکور اگرچہ حدیث وفقہ سے ثابت نہیں ہے لیکن بطریق عمال مشائخ اس میں کچھ حرج نہیں..... الخ۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج اول ص ۱۵۱، دارالاشاعت کراچی)

نوٹ: یہی فتویٰ جلد اول صفحہ ۱۵۳ سوال نمبر ۱۲۸ کے جواب میں بھی دیا گیا ہے۔
دیوبندی ثابت کریں کہ یہ اذان قرآن وحدیث اور عمل صحابہ میں کس جگہ موجود ہے۔ یا مان جائیں کہ دیوبندی بدعتی اور خلاف شرع کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں۔

الحمد للہ ہمارا مسلک حق اور سچ ہے

آخر میں مولانا محمد کاشف اقبال خان مدنی رضوی صاحب نے عوام الناس کو بتایا کہ دیوبندیوں سے ہمارا اصل اختلاف ان فروعی مسائل پر نہیں اگر دیوبندی قبر پر اذان دینا بھی شروع کر دیں تب بھی اختلاف ختم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اصل جھگڑا یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنی کتابوں میں کفریہ اور گستاخانہ عبارتیں لکھی ہیں۔ جب تک یہ ان سے توبہ نہیں کرتے جھگڑا اسی طرح قائم رہے گا۔ مثلاً:

اشرف علی تھانوی نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا علم اسی طرح ہے جس طرح بچوں، پاگلوں، جانوروں کا علم ہے۔ (حفظ الایمان ص ۸)

اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ نماز میں گدھے نیل وغیرہ کا خیال اچھا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کا خیال گدھے اور نیل کے خیال سے بھی برا ہے۔ (صراط مستقیم ص ۹۷)
خلیل انپٹھوی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وسیع علم ماننا شرک ہے، آپ کا علم کم اور شیطان کا علم آپ کے علم سے زیادہ ہے، شیطان کے علم وسیع پر تو دلیل ہے آپ

کے علم پر کوئی دلیل نہیں۔ (براہین قاطعہ ص ۵۵)

مزید لکھا ہے کہ ایک نیک مرد نے رسول اللہ ﷺ کو اردو میں کلام کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ آپ کی زبان تو عربی ہے اردو آپ کو کب سے آگئی تو آپ نے فرمایا کہ جب سے میرا بطن دیوبندیوں سے ہوا ہے مجھے اردو آگئی ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۳۰)

ان جیسی اور کئی عبارتیں ہیں جن میں صریح گستاخیاں اور بے ادبیاں کی گئی ہیں۔

حضرات میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایسے گندے عقیدے والے لوگ مسلمان ہو سکتے ہیں؟ عوام نے کہا: نہیں۔

بتائیے! جب یہ لوگ مسلمان نہیں تو سنی اور حنفی کیسے ہوں گے۔ اور یہ بھی بتائیے کہ کیا ایسے لوگوں کو امام بنانا چاہیے؟ ان سے رشتہ ناطہ کرنا چاہیے؟

مجمع سے آواز آئی، نہیں، نہیں۔ تو پھر آپ اپنا ایمان بچائیے ایسے گستاخوں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عقائد کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بحرمت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

سامعین کا فیصلہ:

دیوبندیوں کے میدان مناظرہ سے بھاگ جانے کے بعد وہاں پر عوام الناس نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا اور کہا کہ دیوبندی دھرم باطل اور مسلک اہلسنت حق ہے، ہم دیوبندیّت سے نفرت والا تعلق کا اعلان کرتے ہیں متعدد افراد نے اپنی اس بات پر دستخط پیش کیے ان میں سے چند حضرات کے دستخط درج ذیل ہیں:

